Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ رمضان سنہ ۱۳۵۸ھ مُطابق ماہِ نومبر ۱۹۳۹ء

جلد ۳۸ عدد ۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسبِ ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیّت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے، اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے، اور بیرون ہند ساڑھے تین روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے، نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے :۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

(اُردو)

جس میں

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۸ | ۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۱

فہرست مضامین

حضرت نوحؑ کے واقعہ کی تاریخی حیثیت	ص۳	از درس القرآن فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی
مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ	ص۱۰	از جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے
مسلمان اور علمِ جغرافیہ	ص۱۵	از "ابن عمر"
گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل	ص۲۵	از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ
سرزمینِ عرب میں مسیحی عورتوں کے کارنامے	ص۳۵	از جوزیفائن۔ای۔ وان پیورسم۔
حاملہ کنواریاں	ص۴۲	امریکن میڈیکل جرنل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"

موت وحیات کا نشان

(از جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مخالفت حضور کے دعوے کے اوائل ہی میں شروع کر دی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں حضور کی مخالفت مسلمانوں میں فوری طور پر شہرت حاصل کرنے اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کا خاص ذریعہ مقرر ہو چکی تھی، اور کوئی مولوی اس زمانہ میں مولوی کہلانے کا مستحق ہی نہیں سمجھا جاتا تھا، جب تک وہ اس مبارک امام علیہ السّلام کی مخالفت میں اناپ شناپ نہ بکے، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی مخالفت کی بناء پر علاوہ دیگر طرق فیصلہ کے ان کے سامنے بار بار اس بات کو پیش کیا گیا، کہ وہ مباہلہ کر کے فیصلہ کرلیں، چنانچہ انہیں ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۷ء کے درمیان ۹ دفعہ مختلف وقتوں اور مختلف ذریعوں سے مباہلہ کے لئے بلایا گیا، لیکن مولوی صاحب ہمیشہ میدانِ مباہلہ میں آنے سے انکار کرتے رہے۔

مَیں اس بات کو یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ کسی شخص کی زندگی یا موت اس کے صدق یا کذب کی دلیل نہیں ہے، حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، حالانکہ حضور کے مخالف مشرکین اور یہود و نصاریٰ میں سے ابھی تک بقیدِ حیات موجود تھے۔ ہاں جب قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق مباہلہ واقع ہو جائے، تو پھر یہ امر یقینی ہے، کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہو، وہ صادق سے پہلے موت کا مزہ چکھایا جائے، اور اس طرح سے کاذب اور مفتری اپنی موت سے صادق کی صداقت پر مُہر کر دے۔

لیکن اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے، کہ جھوٹا مدعیٔ نبوت اور مفتری علی اللہ دوسرے لوگوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیادہ خطرہ میں ہوتا ہے، اور وعید قرآنی لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ کے ماتحت وہ خدا تعالےٰ کے غضب کو بغیر مباہلہ کے ہی اپنے خلاف بھڑکا چکا ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس قابل بنا چکا ہوتا ہے، کہ جلدی ہی نامرادی اور ناکامی کی موت مرجائے۔ اور اپنے صدق وکذب کے لئے مباہلہ کو معیار قرار دیکر ایک مزید جرأت کرتا ہے، اور گویا اس طرح سے اپنی دھوکہ دہی کو عام اور مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی قضاء وقدر کو چیلنج کرتا ہے۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج مباہلہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے تھا، اور فوراً اس سے فائدہ اٹھا کر دنیا کے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی قہاریت کا نمونہ دکھانا چاہیئے تھا، لیکن مولوی صاحب مباہلہ کے لئے مقابلہ پر نہ آئے، مگر حضرت اقدس کی تکذیب اور تضحیک سے بھی باز نہ آئے، بالآخر حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس امرتسری مغرور پر اتمام حجت کرنے کے لئے اشتہار "آخری فیصلہ" میں خود ہی دعائے مباہلہ کردی، اور مولوی صاحب کو اجازت دی، کہ اس کے نیچے جو چاہیں لکھدیں، جس سے حضور علیہ السلام کا منشا یہ تھا، کہ اب فیصلہ ضرور ہو کر رہے گا، کیونکہ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے اب کوئی جائے فرار نہ تھی، بہرحال حق وباطل میں فیصلہ مقصود تھا،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ میں کہ "مولوی صاحب جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں" مولوی ثناء اللہ صاحب کو اختیار دیا گیا تھا، کہ موت وحیات، کے نشان میں سے جسے چاہیں پسند کرلیں، ان دونوں حالتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے جھوٹے ہونے کا ثبوت مہیا ہوجاتا تھا، جو اللہ تعالےٰ نے خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی قلم اور انتخاب سے ان کی خواہش اور عقیدہ کے مطابق مہیا کروادیا۔ اور یہ سارا معاملہ اللہ تعالےٰ کے عجیب وغریب تصرف کا ثبوت ہے، جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر دہریہ مزاج انکار کرتے رہتے ہیں

جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں، مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۷ء کے طویل عرصہ میں ۹ دفعہ مباہلہ سے انکار اور فرار کرچکے تھے، اس لئے "آخری فیصلہ" میں حضور نے دُعا فرمائی:۔

"میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں، کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس بات کی اجازت دی گئی، کہ چاہیں تو موت وہلاکت کے نشان کو قبول کریں، اور چاہیں تو کوئی دوسرا طریق فیصلہ کا اختیار کریں، اب ہر حالت میں انکے ساتھ آخری فیصلہ ہو کر رہے گا۔

چونکہ "آخری فیصلہ" میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اختیار دیا گیا تھا، اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سے فائدہ اٹھا کر کہا، کہ مجھے موت ومباہلہ کا طریق منظور نہیں ہے، بلکہ مجھے یہ طریق منظور ہے، کہ میری زندگی لمبی کی جائے، اور اس میری طول حیات کے نشان کے ساتھ ساتھ یہ نشان بھی ہو، کہ مَیں ثناء اللہ امرتسری آپ کی صداقت اور مامور من اللہ ہونے کے بہت سے نشانات، آیات اور معجزات دیکھوں، جو میرے لئے عبرت کا موجب ہوں، اور تائیدات الٰہیہ کی بارش مجھے شرمندہ کردے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ بالا اشتہار پڑھکر اپنے اخبار اہلحدیث میں لکھتے ہیں:۔

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے، اگر میں مرگیا، تو میرے مرنے سے لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے...... کوئی ایسی نشانی دکھاؤ، جو دیکھکر ہم بھی عبرت حاصل کریں، مرگئے تو کیا دیکھیں گے"

اس سے مولوی صاحب کا صریح مطلب یہ ہے، کہ مقابلہ میرا اور آپ کا ہے، اس لئے کوئی ایسا نشان دکھلائیں، جو میرے لئے حجت ہو، اگر مَیں مرگیا، تو مجھے اس نشان سے فائدہ اٹھانیکا موقعہ نہ ہوگا، اس لئے ایسا نشان دکھلایا جائے، جسے مَیں دیکھوں اور زندہ بھی رہوں، تا مَیں اس نشان سے عبرت حاصل کرلوں، اور یہ میرے لئے حجت بھی ہو، مرگئے تو کیا دیکھیں گے۔

مولوی صاحب کے مذکورہ بالا الفاظ سے صاف ظاہر ہے، کہ انہیں اپنے معتقدات پر پورا اعتماد نہیں ہے، اس لئے آپ موت کے نشان سے ڈرتے ہیں، اور آخری فیصلہ کے لئے ان کے دو مطالبے ہیں، اول یہ کہ مجھ پر موت وارد نہ ہو، بلکہ بقید حیات رہوں، اس لئے کہ "مرگئے تو کیا دیکھیں گے" اور دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ میری زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشانات ظاہر ہوں، جو مجھ پر حجّت اور عبرت کا موجب ہوں، پس خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب کے ان مطالبات کے مطابق "آخری فیصلہ" کر دیا، یعنی مولوی صاحب کی زندگی لمبی ہو رہی ہے، اور ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درجنوں پیشگوئیاں اور تائیدات الٰہیہ اور نصرتِ ربّانیہ کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں، اور مولوی صاحب یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، کاش! وہ عبرت حاصل کریں۔

۱۹۰۷ء سے لیکر ۱۹۳۹ء تک ۳۲ سال گذرتے ہیں، اس طویل عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست انفرادی پیشگوئیاں پوری ہونے کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اللہ تعالےٰ کے الہامی وعدوں کے مطابق دن دونی اور رات چوگنی ترقی کی ہے، اور مولوی صاحب کی دوکان روزانہ مدھم پڑتی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ اپنے اثر اور نفوذ میں، اپنی تعداد اور وقار میں، اپنے مرکز کی طاقت اور حلقہء وسعت میں غیر معمولی طور پر ترقی کرتی گئی ہے، اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ مخالفین کی تمام کوششوں کے باوجود کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ کی مثال پیش کرتی ہے، لیکن اس کے مقابل میں مولوی صاحب کے اعوان وانصار کا حلقہ تنگ ہو رہا ہے، یہاں تک کہ خود فرقہ اہلِ حدیث میں بھی ان کی وہ عزت وتوقیر نہیں رہی، جو پہلے تھی، جہاں پہلے اکثر زبانوں پر مولوی ثناء اللہ کا نام تھا، اب لوگ مولوی صاحب کو ان کی زندگی میں ہی بھول چکے ہیں، مولوی صاحب باقرارِ خود اپنے دوستوں سے بھی مایوس ہو چکے ہیں، اور اپنی اولاد سے بھی ان کی توقعات پوری نہیں ہوئیں، مولانا صاحب کے لئے یہ مقامِ عبرت ہے۔ کہ جس کو وہ جھوٹا، کذّاب، مفتری علی اللہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا سمجھتے تھے، اس کی اللہ تعالےٰ نے اس قدر تائید کی، مگر ان کی جو بزعم خود خادم الاسلام ہیں، ذرّہ بھر بھی تائید نہ کی، عقائد صحیحہ اور اعمالِ صحیحہ کا نتیجہ کیا یہی ہوتا ہے، کہ انسان دن بدن کمزور ہوتا چلا جائے، اس کی قبولیت دلوں سے اٹھتی جائے، اور اس کا مآل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبرتناک اور حسرت آمیز ہو، حدیث شریف میں آتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنے مقرب فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ مَیں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، حَتّٰی یُوْضَعَ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ یہاں تک کہ اس کی محبت اور قبولیت دنیا میں پھیل جاتی ہے۔

مولوی صاحب کا عدم اور وجود ہمارے لئے تو برابر ہے، مولوی صاحب اس حیات مستعار سے احمدیت کی ترقی میں کوئی روکاوٹ پیدا نہیں کر سکے، اور نہ ان کی مخالفت سے ہمارا کوئی نقصان ہوا ہے، لیکن مولوی صاحب کا دیدۂ عبرت اگر وا ہو، اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خوفِ خدا یا اسلام کی محبت ہو، تو ان کی زندگی کا ہر ایک دن ان کے لئے درسِ عبرت ہے، کیونکہ ہر نیا سورج جو چڑھتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور مولوی صاحب کے باطل پر ہونیکا نیا ثبوت لیکر چڑھتا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔

مَیں اس مضمون کے ابتداء میں لکھ آیا ہوں، کہ آیات و نشانات دیکھنے کے لئے مولوی صاحب کی خواہش کے مطابق ان کی زندگی کا لمبا ہونا ضروری تھا، کیونکہ آیات و نشانات ایک ترتیب اور سلسلہ میں اپنے وقت پر واقع ہوتے ہیں، اور اس موضوع پر کئی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں، اور یہ موضوع اس قدر واضح ہے، کہ اس کے لئے شواہد کی ضرورت نہیں، تاہم مَیں مثال کے طور پر چند نشانات اور پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں۔

مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق دیگر الہامات کے علاوہ یہ بشارت بھی، کہ آپ فضلِ عمر ہیں، اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے، اول یہ کہ آپ اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرح خلیفہ ثانی ہونگے، چنانچہ اس پیشگوئی کا اپنے وقت پر پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے، اللہ تعالےٰ کو مولوی ثناء اللہ کو یہ نشان دکھلانا مقصود تھا، اور اس کے لئے ضروری تھا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی موعود عمر پا کر وفات پائیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آپؑ کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوں، اور ان تمام واقعات کے وقت مولوی ثناء اللہ صاحب زندہ رہیں، اور نصرتِ الٰہی کا نظارہ دیکھیں، پھر اس کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی خلافت کا زمانہ پورا کرکے وفات پاجائیں، اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خلیفہ ثانی ہوں، اور مولوی ثناء اللہ بقید حیات موجود رہیں، اور وہ دیکھیں کہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی وحی نے سالہا سال پہلے بتا یا تھا، وہ آپ کی ذات میں پورا ہوا، اور دوسرا امر جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام میں اشارہ تھا، یہ ہے، کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو غیر معمولی ترقی حاصل ہوئی تھی، اسی طرح احمدیت کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانہ میں غیر معمولی تقویت اور طاقت ملے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور الہام یہ تھا، کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہونچاؤنگا" اب یہ ایسی بات نہیں تھی، کہ آنًا فانًا پوری ہو جاتی، اور مولوی صاحب اس کا نظارہ ۱۹۰۷ء میں ہی دیکھ لیتے، احمدیت ہر ایک خدائی امر کی طرح تدریجًا بڑھی ہے، اور پہلے یہ دائرہ پنجاب تک محدود تھا، پھر یہ سلسلہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا، اس کے بعد احمدیت کی تبلیغ سیلون، مارشس، اور انگلستان تک پہونچی، اور یہ واقعات ۱۹۱۲ء سے لیکر ۱۹۱۵ء تک مکمل ہوئے، اور اس کے بعد بلاد فارسی، بلاد عربیہ، اور افریقہ و امریکہ کے بعض علاقوں میں احمدیت پھیلی یہ واقعات ۱۹۱۵ء سے لیکر ۱۹۲۰ء تک واقع ہوئے، اور تقدیر الٰہی نے مولوی صاحب کی عمر لمبی کردی، تا مولوی صاحب یہ واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اور سبق حاصل کریں، اس کے بعد زمانہ گذر گیا، اور تبلیغ احمدیت پھیلتی گئی، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو توفیق دی، کہ مولوی صاحب کی زندگی ہی میں اب ہمارے معاند بھی مان گئے ہیں، کہ تحریک جدید کے ماتحت دنیا کے کناروں تک تبلیغ احمدیت پہونچ گئی ہے، اور دنیا کا کوئی اہم ملک نہیں ہے جہاں احمدی مبلّغ نہیں پہونچ چکے، اور مولوی صاحب ابھی تک مرے نہیں، اور اللہ تعالےٰ کے مامور کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت کے نشانات دیکھ رہے ہیں۔

آخر میں مَیں مولوی صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں، کہ ان کو عبرت حاصل ہو، اور ان سے استدعا بھی کرتا ہوں، کہ وہ ہمارے لئے نہیں، بلکہ اللہ تعالےٰ کے لئے، اور اسلام کی محبت کے لئے، اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کے لئے، ضد اور تعصب کو چھوڑ دیں، اور سچائی کو قبول کریں اور آخری عمر میں اپنے گناہوں کا کفّارہ کرلیں، اب آپ کی یہ حالت ہے، کہ اپنی زندگی میں ہی مفقود الخبر ہو رہے ہیں، موت کے بعد آپ کو کون یاد کرے گا؟ اس لئے پہلے اس کے کہ دُنیا آپ کو چھوڑے، آپ اللہ تعالےٰ کے لئے دنیا کو چھوڑ دیں، اور اس نے اسلام کے لئے اس زمانہ میں جو آبِ حیات نازل فرمایا ہے، اس کی مخالفت نہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان اور علمِ جغرافیہ

(از ابن عمر)

(۳)

بارھویں صدی میں توصیفی اور ہیئتی جغرافیہ میں ایک اتحاد ہوتا ہے۔

There was a reconciliation between descriptive and astronomical geography.

اس دور میں پرانے طریق پر کرۂ ارض کی تقسیم حقیقی سات اقالیم پر کرنے کے بجائے آٹھ اقلیموں پر کی گئی، چنانچہ ادریسی الصغیر میں اس کی حدود متعین کی گئی ہیں، بحری جغرافیہ کی طرف بھی اس عہد میں خاص توجہ کی گئی، چنانچہ ادریسی اور مسعودی نے ان جانباز "مغترین" کا ذکر کیا ہے جو بحر اوقیانوس میں جزائر کی تلاش میں پھرا کرتے تھے، اور اس طرح بحر ہند اور خلیج فارس کے ایک ایک جزیرہ تک رسائی حاصل کی، اور ان کا حال نہایت تفصیل اور صحت سے بیان کیا، اسی طرح خلیج موزنبیق کے جزائر مڈغاسکر اور کمورو کو بھی مسلمان قنبلو اور قمر کے نام سے جانتے تھے، اسی عہد میں مسلمانوں نے دنیا کو وہ عظیم الشان چیز دی، جسے کمپاس کہا جاتا ہے، اور جس کی بدولت آج جہازوں کی غیر معمولی تعداد سمندروں کے سینوں کو چیرتی پھرتی ہے، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مضمون نگار گیارھویں صدی کے نصف اوّل کے نامور جغرافیہ دان ادریسی کے ذکر میں لکھتا ہے:-

The Arab geographer Idrisi gives an account, though in a confused manner, of the polarity of the magnet.[1]

[1] گو اس کا بیان منظم و مرتب نہیں، عرب جغرافیہ دان ادریسی نے مقناطیس کا ذو قطبین ہونا ثابت کیا ہے، ص۱۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی نہیں، بلکہ اس کے بعد کی صدی میں کمپاس کا عام استعمال شروع ہوگیا تھا چنانچہ تیرھویں صدی کا ایک مصنف لکھتا ہے، کہ "مسلمان بحری کپتان کمپاس کا استعمال کرتے تھے۔" اس کے بعد اکثر مصنفین کی مکمل، واضح اور غیر مشتبہ تحریریں اس مضمون کی ملتی ہیں، کہ کمپاس مسلمانوں کی ایجاد ہے چنانچہ مشہور عربی کپتان ابن ماجد، جس نے واسکو دی گاما (Vasco de Gama) کی ہندوستان آنے میں راہبری کی تھی، تحدی سے دعوٰے کرتا ہے، کہ "ومن اختراعنا فی علم البحر ترکیب المقناطیس علی الحقۃ بنفسہ ولنا فیہ حکمۃ کبیرۃ۔"[1]

یعنی علوم بحریہ میں ہماری ایجاد مقناطیسی ڈبیہ کی ترکیب ہے، جس میں ہم نے باریک حکمتوں سے کام لیا ہے،

کمپاس کی ایجاد کے تمام دعویداروں میں سے اب تک مسلمانوں کے بعد جن کا دعوٰی قدیم ترین ہے، اور جن سے پہلے کسی نے اس کے موجد ہونے کا دعوٰی نہیں کیا، چینیوں کے دعوے کو درخور اعتنا سمجھا جاتا رہا ہے، لیکن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مضمون نگار جس کا قلم تمام تر شہادتوں کے مہیا ہوجانے کے بعد بھی مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دینے سے رُکتا ہے، چینیوں کے متعلق لکھتا ہے:

There is now little doubt that the claim formerly advanced in favour of the chinese is ill-founded.[2]

اس عہد کے نامور مصنف ادریسی اور ابن جبیر ہیں۔

ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبداللہ بن ادریسی القرطبی بعض دفعہ قرطبہ کی طرف نسبت دینے کے بجائے ادریسی کو سسلی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ نارمن شاہ روجر ثانی ۵۵۱-۵۶۲ھ/۱۱۵۶-۱۱۶۶ء کے دربار میں رہا ہے، جہاں اس نے ۵۴۶ھ/۱۱۵۴ء کے قریب کرۂ ارض کے اس نقشہ کو مکمل کیا، جو شاہ مذکور چاندی

[1] رسائل ابن ماجد ص۴۶۔
[2] اب ہمیں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، کہ چینیوں کی تائید میں جو دعوٰی پیش کیا جاتا تھا وہ محض بے بنیاد تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وصلی پر تیار کروا رہا تھا۔

ہر چند یہ درست ہے، کہ ادریسی بلند پایہ عرب جغرافیہ دانوں کی صفِ اول میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کی معلومات میں نہ بہت وسعت ہے، اور نہ اس قدر قطعیت اور تعیّن، تاہم اس جہت سے اس کو خاص اہمیت حاصل ہے، کہ اسے سِسلی کے دربار میں کام کرنے کا موقعہ ملا، جو اس وقت کے مختلف تمدنوں کے نقطۂ اتصال پر واقع تھا، اور پھر اس کی تصنیفات کے لاطینی ترجموں سے جغرافیہ کا علم ازمنہ وسطیٰ میں یورپ میں پھیلا، اور یورپ نے تین صدیوں سے زیادہ تک محض ان کی تقلید پر قناعت کی، یہی وجہ ہے، کہ مستشرقینِ یورپ، عرب جغرافیہ دانوں میں سے سب سے زیادہ اسی سے مانوس ہیں۔

ادریسی نے اپنی کتاب "نزھۃ المشتاق فی افتراق الآفاق" ۵۴۸ھ ۱۱۵۴ء میں لکھی، جس کا اب تک صرف ایک حصّہ ہی شایع ہو سکا ہے، اس میں متعدد نقشہ جات بھی شامل ہیں، اس کتاب کے لکھنے میں ادریسی نے مقدسی کو خاص طور پر ماخذ قرار دیا ہے، "نزھۃ المشتاق" کا دوسرا نام اس نسبت سے کہ روجر ثانی (Roger II) کے دربار میں لکھی گئی، الکتاب الروجری بھی ہے۔

نزھۃ المشتاق کی ایک تلخیص نزھۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والمدائن والآفاق کے طول طویل نام سے ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۲ء میں روم سے شائع ہوئی، نزھۃ المشتاق کا مواد اس طرح جمع کیا گیا تھا، کہ مختلف اطرافِ عالم میں نمائندے بھیجے گئے، تا وہ ان ممالک کے جغرافیہ پر یادداشتیں مرتب کریں، پھر ادریسی نے انہیں اپنی نظر ثانی کے بعد مرتب کیا، چونکہ ادریسی ایک مسیحی بادشاہ کا درباری تھا، اس لئے اسے اٹلی، فرانس اور جرمنی وغیرہ یورپین ممالک کے متعلق وہ معلومات حاصل ہوئیں، جن کا اس سے قبل کے عرب جغرافیہ دانوں کو علم نہ تھا،

ولیم دوئم کے لئے ادریسی نے کتاب الممالک والمسالک کے نام سے ایک اور کتاب نزھۃ المشتاق سے زیادہ ضخیم لکھی، جس کا دوسرا نام راد د النفس بو نشاط النفس تھا، لیکن اب اصل کتاب ناپید ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسالہ "ریویو" اُردو کا
"پیشوایانِ مذاہب نمبر"

اسلام نے سب مذاہب کے پیشواؤں کی عزت و احترام کرنے کے بارے میں جو تعلیم دی ہے، اُسے موجودہ فتنہ و فساد اور قوموں کی باہمی کشمکش کے زمانہ میں پھیلانے کی جس قدر ضرورت ہے، وہ ظاہر ہے۔ اسلام کی اس بے نظیر رواداری کی تعلیم کا نہ صرف غیر مذاہب کے لوگوں پر بے انتہا خوشگوار اثر ہوتا ہے، بلکہ دنیا میں قیامِ امن کا بھی یہ ایک بہترین ذریعہ ہے، ــــ اور بالخصوص ہندوستان میں اس کی عام اشاعت نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

اسی احساس کے پیش نظر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت و ارشاد کے ماتحت امسال ۳ر دسمبر کو "یوم پیشوایانِ مذاہب" منانے کا اعلان نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ہوا ہے، اور آئندہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی طرح یہ دن بھی ہر سال منایا جائے گا۔

اس موقعہ سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانے اور اسلام کی مذکورہ بالا تعلیم کی پوری طرح تبلیغ و اشاعت کیلئے ہمارا ارادہ ہے، کہ رسالہ ہذا کا "پیشوایانِ مذاہب نمبر" شائع کریں، انشاء اللہ وھو الموفق۔ گو اب وقت بہت تھوڑا ہے، تاہم امید ہے، ہم یہ نمبر نکالنے میں بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہونگے۔

اس نمبر میں تمام مذاہب کے پیشواؤں پر سلسلہ کے اہلِ قلم و علم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین ہونگے، امید کی جاتی ہے، کہ اسکی اشاعت اسلام و احمدیت کیلئے بہتر فضا پیدا کرنے اور مختلف قوموں میں صلح و اتحاد قائم کرنیکا موجب ہوگی۔ جو جماعتیں یا دوست اس رسالہ کی زائد کاپیاں خرید کر تقسیم کرنا چاہیں، وہ ابھی سے مطلع فرمائیں، تا اس قدر نسخے زائد چھپوا لئے جائیں، جو فرمائشیں ۲۰ر نومبر کے بعد پہنچینگی، انکی تعمیل نہ ہو سکیگی۔ اس نمبر کا حجم قریباً سو صفحے ہوگا، اور قیمت صرف ۴ر فی نسخہ۔ پچیس نسخوں کی قیمت ساڑھے پانچ روپے ہوگی، قیمت پیشگی آنی لازمی ہے۔

مینیجر رسالہ ریویو اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس عہد کا دوسرا قابلِ قدر مصنف ابنِ جبیر تھا، جو ۵۴۰ھ/۱۱۴۵ء میں پیدا ہوا، اس کی شہرت بطور ایک سیّاح کے ہے۔ اپنے سہ سالہ سفر کا اس نے ۵۸۰ھ/۱۱۸۴ء میں جو سفر نامہ شائع کیا، وہ ایک شاہکار کا درجہ رکھتا ہے اور اس میں کثرت سے جغرافیائی معلومات جمع کی گئی ہیں، ابن جبیر ۶۲۶ھ/۱۲۲۸ء میں اسکندریہ میں فوت ہوا۔

زمین کے گول ہونے کے تصوّر کی ابتداء فیثاغورث (۵۳۰سنہ ق۔م) سے سمجھی جاتی ہے، چوتھی صدی قبل مسیح کے وسط میں یہ نظریہ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا، لیکن اس کی تائید میں جس قدر دلائل دبستان فیثاغورث نے مہیا کئے تھے، ان سب کا طریق استدلال امتزاجی تھا، مگر تیرھویں صدی میں مسلمان جغرافیہ دانوں نے اس درست نظریہ کی تائید میں مشاہداتی اور ہیئتی دلائل مہیا کئے۔

اب تک مسلمان جغرافیہ دان کرۂ ارضی کو اقالیم میں تقسیم کرتے چلے آتے تھے، لیکن اس صدی میں انہوں نے بطلیموسی اسکول کی پانچ منطقوں والی تقسیم کو اختیار کیا۔

سمندر کی پیمائش کا وسیع سلسلہ بھی اسی عہد میں شروع ہوا، بے شک بطلیموس نے اپنی کتاب میں بعض سمندروں کی پیمائش درج کی ہے، لیکن ان میں جابجا غلطیاں پائی جاتی تھیں، مثلاً بحیرہ روم کے طول میں بطلیموس نے ۵۰۰ فرسخ کی غلطی کی ہے، پھر بطلیموس کے بیان سے علیحدہ مسلمان جغرافیہ دانوں نے بحر احمر کی پیمائش چودہ سو میل بیان کی ہے، جو جدید تحقیق کے اقرب ترین ہے۔

پھر اسی زمانہ میں مسلمان بعض ایسے جزائر تک پہونچے، جہاں ان کے پیشرو نہیں گئے تھے، چنانچہ انگلینڈ اور آئرلینڈ میں مسلمان اسی زمانہ میں پہونچے، ان جزائر سے وہ انقلطرہ اور ایرلندا کے ناموں سے آگاہ تھے[1]۔

اسی زمانہ میں مسلمانوں نے بطلیموس کے نقشہ افریقہ کو درست کرنے کے لئے بہت سے مقامات کے عرض بلد معلوم کرنیکی طرف بہت توجہ کی، چنانچہ ابو الحسن علی بن ابو القاسم نے ۴۴ مقامات کے عرض بلد اسی غرض سے دریافت کئے، اس صدی کے ختم ہونے سے پہلے پہلے مسلمان جغرافیہ دانوں نے بہت سے سمندروں کے بحری نقشے (Sea charts) بھی تیار کر لئے تھے، یاقوت، ابو الفداء، ابن سعید

---

[1] قزوینی ص۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور قزوینی اس عہد کے مشہور جغرافیائی مصنف ہیں۔

شہاب الدین ابن عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی ۵۷۵ھ-۶۲۶ھ / ۱۱۷۹-۱۲۲۸ء۔ یہ ابھی بچہ ہی تھا، کہ عسکر بن ابراہیم الحموی تاجر کے پاس بیچ دیا گیا، حموی کی نسبت اسی وجہ سے ہے، عسکر نے یاقوت کو اعلیٰ تعلیم دلوائی، اور پھر اپنے تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں خلیج فارس کے علاقوں کی طرف بھیج دیا ۵۹۶ھ / ۱۱۹۹ء میں اپنے آقا سے اس کے اختلافات ہو گئے، یہانتک کہ عسکر کو اسے آزاد کر دینا پڑا۔ اب یاقوت کتابوں کے مخطوطے تیار کر کے اپنی روزی کماتا تھا، بعد میں اپنے پرانے آقا سے پھر اس کی صلح ہو گئی، اس صلح کی اہمیت اس جہت سے بہت ہے، کہ یاقوت کو اس طرح پھر سیر و سیاحت کا خوب موقعہ ملا، ۶۱۰ھ / ۱۲۱۳ء میں اس نے ایران، شام، فلسطین، مصر، عراق، اور خراسان وغیرہ کے سفر کئے، دو سال تک مسلسل کتب خانوں کو کھنگالتا رہا۔ اور اس طرح اپنی جغرافیائی ڈکشنری کے لئے مواد جمع کیا، ۶۲۱ھ / ۱۲۲۴ء میں یہ موصل میں اپنی جغرافیائی ڈکشنری معجم البلدان کی تکمیل میں معروف رہا، جسے اس نے ۲۰ صفر ۶۲۱ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۲۲۴ء میں مکمل کیا، اگلے سال یاقوت حلب آیا، اور وہاں اپنی ڈکشنری میں بعض اصلاحیں کیں، اور اس طرح اس عظیم الشان علمی کام کو ختم کیا، جس کی بنیاد اس نے ۶۱۰ھ / ۱۲۱۲ء میں ڈالی تھی، اس کتاب میں صرف جغرافیائی معلومات ہی نہیں، بلکہ فلکیات کی بحثیں بھی ہیں، تاریخی مواد بھی ہے، اور مشاہیر کے حالات بھی ملتے ہیں، اس لئے ۷۳۵ھ / ۱۳۳۹ء میں عبدالمومن بن عبدالحق نے مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع کے نام سے اس کے جغرافیائی مواد کو علیحدہ جمع کر دیا۔

اپنی تصنیف میں یاقوت نے جن کتب سے مدد لی ہے، ان کی فہرست بھی درج کی ہے اس کتاب کے متعلق Le strange لکھتا ہے:۔

It is a store house of geographical information, the value of which it would be impossible to over-estimate.

یعنی یہ جغرافیائی معلومات کا ایک بیش بہا خزینہ ہے اس کی اہمیت و وقعت کے بیان میں مبالغہ سے کام لینا ممکن نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاقوت کو بعض نے یعقوب بھی لکھا ہے، اس نے اپنا کتب خانہ مسجد زیدی بغداد کے لئے وقف کر دیا تھا اور مشہور مؤرخ ابن اثیر کو انچارج مقرر کیا، کہ وہ اُسے وہاں منتقل کر دے۔

سلطان الملک الصالح الملک المؤید اسماعیل بن علی بن محمد بن عمر ابو الفداء ٦٧٢-٧٣٢ھ / ١٢٧٣-١٣٣١ء اس عہد کا دوسرا نامور مصنف ہے۔ اس کا کنبہ منگولوں کا ستم رسیدہ تھا ابو الفداء نے صلیبی جنگوں میں حصہ لیا، بیس برس تک اسنے حماۃ میں سلطنت کی، نیابت کا زمانہ اس سے جُدا ہے، لیکن اس کی شہرت کی بنیاد اس کے شاہی شان و شکوہ پر نہیں، بلکہ اس کی قدر و قیمت کا مدار اُس کی علمی قابلیت پر ہے۔

۹۲۹ھ / ۱۵۲۲ء میں Sebastion de Leano نے تین سال کے عرصہ میں زمین کے گرد گھوم کر زمین کے گول ہونے کی تجربتاً تحقیق کی، اور اس کا یہ کام علمی دُنیا میں ایک اکتشاف کا درجہ رکھتا ہے، لیکن یہ تصور اس کا اپنا نہ تھا، بلکہ ابو الفداء بہت مدت پہلے اسے بیان کر چکا تھا، وہ اپنی کتاب میں تین آدمیوں کے ملنے کا ذکر کرتا ہے، جن میں سے ایک مشرق کی طرف گیا تھا، دوسرا مغرب کی طرف، جبکہ تیسرا اسی جگہ رہا تھا، اور کچھ مدت کے بعد دونوں روانہ ہونے والے اشخاص کرۂ ارض کا چکر کاٹ کر پھر اسی جگہ آملے، جہاں سے روانہ ہوئے تھے،

ابو الفداء سے پہلے تک کتابوں کا یہ دستور چلا آیا تھا، کہ جن کتب میں بلاد و امصار کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے تھے، ان میں طول بلد و عرض بلد کا ذکر نہیں ملتا، اور نہ اسماء کو منضبط کیا جاتا تھا، اور جن کتابوں میں ان چیزوں کا ذکر ہوتا تھا، ان میں بلاد و امصار کی تفصیل نہیں ملتی، لیکن ابو الفداء نے ہر دو معلومات کو اپنی کتاب میں جمع کیا ہے، کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یونانی، ایرانی، اور ہندوستانی جغرافیائی لٹریچر ابو الفداء کے سامنے تھے۔

شام و فلسطین وغیرہ ممالک کے متعلق ابو الفداء کا بیان اول درجہ کی سند سمجھا جاتا ہے، باقی حصوں کے لئے اس نے ادریسی، ابن حوقل، اور اصطخری کا اتباع کیا ہے۔

اب تک روس، مغربی یورپ اور جنوبی سوڈان کے حالات پر بجز مختصر اشاروں کے پہلی کتابوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ نہ تھا، ابو الفداء نے ان کے حالات بھی بیان کئے ہیں۔

خطوط طول بلد کی ابتداء آجکل گرینچ سے کی جاتی ہے، قدماء یا تو اسے جزائر خالدات سے شروع کرتے تھے، اور یا افریقہ کے مغربی ساحل سے، ابو الفداء نے اپنی تقویم البلدان میں موخر الذکر طریق کو اختیار کیا ہے، جو قدماء میں سے متاخرین کا طریقہ تھا، جزائر خالدات کے طول بلد سے مغربی ساحل کا طول بلد ۱۰ درجہ کم ہے اور قریبًا اسی قدر فرق افریقہ کے مغربی ساحل اور گرینچ کا ہے۔

ابو الفداء نے اپنی کتاب کے ص۱ پر ہندیوں کے اس دعویٰ پر تنقید کی ہے، کہ دُنیا نصف تری ہے اور نصف خشکی، ص۲ پر اس نے بحر ہند کے آباد جزائر کی تعداد ایک ہزار سات سو بیان کی ہے، پھر مختلف اقالیم کی پیمائش میں قدماء یا عرب جغرافیہ دانوں کی پیمائش میں جو فرق ہے، اسے واضح کیا ہے، اس کے بعد سمندروں کا بیان ہے، پھر پہاڑوں کا ذکر کیا ہے، اور ان کا آغاز افریقہ کے جبل القمر سے کیا ہے اس کے بعد اقالیم حقیقی و عرفی کے لحاظ سے ہر اقلیم کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کئے ہیں، اور اس میں قریبًا ابن حوقل کی ترتیب سامنے رکھی ہے، اور جزیرۃ العرب، مصر، بلاد المغرب، اندلس، الجزائر، بحر روم، محیط الغربی، شام، عراق، الجزیرہ، ایران، سندھ، ہندوستان، چین، بلاد الروم، ترکستان، اور سوڈان وغیرہ کے اڑھائی ہزار کے قریب اماکن کا ذکر کیا ہے، اور ضبط الاسماء کے ساتھ ہر مقام کا طول بلد و عرض بلد ظاہر کیا ہے، اور بتایا ہے، کہ وہ کس اقلیم حقیقی اور عرفی میں ہے، اور ساتھ ساتھ ان کتابوں کے حوالجات بھی درج کئے ہیں، جن سے معلومات لی گئی ہیں۔

زکریا بن محمد قزوینی۔ قازان میں قریبًا سنہ ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء میں پیدا ہوا، سنہ ۶۳۰ھ/۱۲۳۲ء میں دمشق میں ابن عربی کی صحبت میں رہا، آخری بدنصیب عباسی تاجدار معتصم کے عہد میں یہ واسط کا قاضی تھا، اس نے اپنے مطالعہ کے نہایت درست نتائج قلمبند کئے ہیں، قزوینی کا اسلوب تحریر کلاسیکل زبان سے مختلف ہے اور بعض اصطلاحی حد بندیوں کو اس نے اکثر ملحوظ نہیں رکھا، اور کہیں کہیں صرف و نحو کے قواعد سے بھی انحراف کیا ہے، ممکن ہے، اس کی وجہ یہ ہو، کہ اس کی مادری زبان عربی نہ تھی، تاہم تاریخی جغرافیہ میں اسکا پایہ بہت بلند ہے قزوینی کی تصانیف میں عجائب المخلوقات وغرائب المخلوقات بہت مشہور ہے۔ کائنات کے موضوع پر عجائب المخلوقات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے نام سے عربی میں اور بھی بہت سی کتب ہیں لیکن شاید اپنی نُدرت و خوبی میں کوئی قزوینی کی کتاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتاب میں مشہور پہاڑوں، دریاؤں، جزیروں، سمندروں، چشموں اور جھیلوں وغیرہ کے متعلق تفصیلی بیانات کے سلسلہ میں جغرافیائی معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ ملتا ہے۔

بعض موقعوں پر قزوینی کی یہ کتاب بعض دوسرے ناموں سے شائع ہوگئی ہے، چنانچہ تحفۃ الکائنات اور مرآۃ الکائنات کے ناموں سے اس کی اسی عجائب المخلوقات کتاب کو شائع کیا گیا ہے۔ کتاب الدرس کے نام سے اس کی ایک تلخیص بھی شائع ہوئی ہے۔

خاص جغرافیہ پر قزوینی کی ایک کتاب عجائب البلدان ہے، جس میں اس نے سات منطقوں پر زمین کو تقسیم کر کے حروف تہجی کے لحاظ سے مشہور شہروں، پہاڑوں، دریاؤں اور جھیلوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے، پھر ہر منطقہ کے خصائص بتائے ہیں، اور آخر میں مشہور ہستیوں کے حالات بیان کئے ہیں، بہت سے ان مضامین کو جنہیں عجائب المخلوقات میں بیان کیا تھا، اس کتاب میں انہیں الفاظ سے دُہرایا گیا ہے۔

عجائب البلدان ۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء میں لکھی گئی، اس کے تیرہ سال بعد خود قزوینی نے اس کتاب کو بہت کچھ اصلاح و ترمیم اور ایزادی کے ساتھ اثر البلاد و اخبار العباد کے نام سے شائع کیا، ۸۰۶ھ/۱۴۰۳ء میں اس کی ایک تلخیص عبدالرشید بن صالح نے تلخیص الآثار وعجائب الملک العباد کے نام سے لکھی، جس میں ایک زیادتی یہ کی، کہ مختلف مقامات کے عرض بلد و طول بلد بھی بیان کر دیئے، اور یہ چیز قزوینی کی کتاب میں نہ تھی، قزوینی نے قریباً پچاس مصنفین کے اقتباسات اپنی کتاب میں دیئے ہیں:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچّوں کا قتل

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلّغ)

اس عنوان کے ذیل میں میرے دو مضمون رسالہ "ریویو" میں شائع ہو چکے ہیں، جن میں مَیں نے زبردست دلائل اور قرائن کی روشنی میں یہ لکھا تھا، کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے دیوار میں چنوائے جانے کا افسانہ جوڈیشل تحقیقات کی رُو سے بالکل غلط اور فرضی ثابت ہوتا ہے، پروفیسر گنگا سنگھ صاحب ایڈیٹر رسالہ "امرت" امرتسر نے اپنے رسالہ بابت ماہِ فروری ۱۹۳۹ء میں میرے مضمون کی پہلی قسط کا، جو رسالہ "ریویو" کی ماہ جنوری کی اشاعت میں چھپی تھی، جواب دینے کی کوشش کی تھی، اس کے بعد میرے مضمون کی دوسری قسط "ریویو" کی ماہ مارچ کی اشاعت میں شائع ہوئی، اور میرا مضمون ایک حد تک مکمل ہوا مَیں منتظر رہا، کہ پروفیسر صاحب اپنے مضمون کو مکمل کر لیں، تو مَیں جواب الجواب لکھوں، مگر انتظار بے سود ثابت ہوا، کیونکہ موصوف نے ماہ فروری کے بعد آج تک اس موضوع پر دوبارہ قلم نہیں اٹھایا، ماہِ فروری کے پرچہ میں انہوں نے جو جواب میرے مضمون کا دیا ہے، وہ نہ صرف یہ کہ نامکمل ہے، بلکہ کسی لحاظ سے بھی جواب کہلانے کا مستحق نہیں۔

آپ نے ابتداء میں بطور تمہید بعض ایسی باتیں لکھی ہیں، جن کا اصل مسئلہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے، اس سے پروفیسر صاحب کی حقیقی جواب سے عاجزی اور بے بسی کا پتہ چلتا ہے، مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں، کہ تمام مسلمان جماعت احمدیہ کو مرتد قرار دیتے ہیں، ہماری سمجھ میں نہیں آیا، کہ اس سے پروفیسر صاحب کا کیا منشاء ہے؟ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے، کہ تمام مسلمان جماعت احمدیہ کو مرتد قرار دیتے ہیں، (حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے) تو اس سے گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے قتل کے افسانہ پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ کیا اس سے یہ کہانی ثابت ہو جاتی ہے، کہ گورو صاحب کے بچے دیوار میں چنوائے گئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ان دونوں چیزوں کا آپس میں کچھ بھی تعلق نہیں ہے، پھر پروفیسر صاحب نے جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گے ارتداد کے فتوے کا ذکر گورو صاحب کے بچوں کے دیوار میں چنائے جانے کے واقعہ پر بحث کے دوران میں کیوں کیا؟ ہمارے نزدیک اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں، کہ وہ ناظرین کی توجہ اصل بات سے ہٹا کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں اُلجھانا چاہتے ہیں۔

اگر پروفیسر صاحب کا منشاء اس سے یہ ہے، کہ چونکہ مسلمانوں نے احمدیوں کو مرتد قرار دیا ہوا ہے، اس لئے کسی احمدی کو اسلام یا کسی مسلمان بزرگ پر الزام کی تردید کا حق نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں پروفیسر صاحب کو بھی تو سکھوں نے مرتد قرار دیا ہوا ہے، پھر وہ کیوں سکھوں کی طرف سے وکالت کر رہے ہیں۔ چنانچہ رسالہ "اُمرت" بابت ماہ اپریل ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۶۹ میں آپ فرماتے ہیں:-

"میری خوش قسمتی ہے، کہ مجھے آج خالصہ سماچار اور اس کے ساتھی اخباروں کے دارالشریعت کی شرعی فتویٰ دینے والی کچہری سے کفر کا فتوے حاصل ہوا ہے، شکر ہے، جو ایسا ہوا"

پروفیسر صاحب اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ گو دوسرے سکھوں نے مجھے پتت (مرتد) کہا ہے مگر میں خود تو اپنے آپ کو مرتد نہیں سمجھتا، اس لئے دوسروں کے فتویٰ کا مجھ پر یہ اثر نہیں ہو سکتا، کہ میں خود بھی اپنے آپ کو سکھ مذہب سے خارج سمجھ لوں، اور سکھ مذہب یا گوروؤں پر اگر کوئی الزام ہو، تو اس کا جواب نہ دوں ـــ بس یہی جواب اپنے اعتراض کا وہ ہماری طرف سے سمجھ لیں۔

علاوہ ازیں جھوٹا الزام اور بہتان خواہ کسی پر ہو، ہر منصف مزاج آدمی کا یہ فرض ہے، کہ وہ اس کی تردید کرے، اس میں مسلمان یا کافر کی کوئی شرط نہیں ہے ـــ خصوصاً جبکہ اس الزام اور بہتان کی وجہ سے ایک ملک کی دو جماعتوں میں خطرناک دشمنی کا بیج بویا جا رہا ہو، پس ہم خواہ مرتد اور کافر ہی سہی، لیکن ایک ایسے الزام کی، جو سکھوں اور مسلمانوں میں ایک عرصہ سے عداوت کا باعث بن رہا ہے، پُرزور تردید کرینگے، اور ایسا کرنے کا ہمیں پورا پورا حق ہے۔

آگے چل کر پروفیسر صاحب حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں، کہ:-

"جس نے اپنے باپ کو قید اور بھائیوں کو قتل کیا، اُسے سکھ تو کیا ہر انصاف پسند نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باپ کو قید اور بھائیوں کو قتل کرنے کا بھی گورو صاحب کے بچوں کے دیوار میں چنائے جانے سے کوئی تعلق نہیں ہے، پروفیسر صاحب کو چاہیئے تھا، کہ اصل نقطہ پر گفتگو کو محدود رکھتے، اور دنیا جہان کے قصوں اور واقعات کو نہ لے بیٹھتے، ہمیں تو اس وقت صرف گورو صاحب کے بچوں کے قتل کی تحقیقات کرنی ہے، وبس، اس سے اس امر کا کیا تعلق، کہ حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے باپ کو قید اور بھائیوں کو قتل کیا تھا؟ یہ ایک علیحدہ تاریخی واقعہ ہے، جس کے حسن و قبح پر جداگانہ بحث ہو سکتی ہے، مگر فی الحال یہ ہماری بحث کے موضوع سے خارج ہے، اور پروفیسر صاحب نے اس کا ذکر بے محل کر کے، اپنے ناظرین کی توجہ اصل موضوع سے ہٹانے کی کوشش کی ہے،

پروفیسر صاحب نے یہ خوب کہا، کہ حضرت اورنگ زیبؒ ہر انصاف پسند کی نگاہ میں قابلِ نفرت ہیں، اگر وہ فی الواقعہ ایسے ہی قابلِ نفرت ہیں، جیسا کہ پروفیسر صاحب نے ظاہر کیا ہے، تو گورو گوبند سنگھ صاحب نے ان کی مدح میں ایک لمبا چوڑا قصیدہ کیوں تصنیف فرمایا، جس میں انہیں فرشتہ صفت اور آسمانی مرتبہ رکھنے والا بتایا، یہ قصیدہ دسویں گرنتھ میں شامل ہے، پروفیسر صاحب اُسے پڑھ کر بتائیں، کہ کیا گورو صاحب سے بھی بڑھکر انہیں انصاف پسند ہونے کا دعویٰ ہے؟ جب گورو صاحب جو حضرت اورنگ زیبؒ کے ہمعصر تھے، ان کی تعریف کرتے ہیں، تو پروفیسر صاحب کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا، کہ حضرت اورنگ زیبؒ ہر انصاف پسند کی نگاہ میں قابلِ نفرت ہیں، کیونکہ اس کی زد گورو صاحب کی انصاف پسندی پر بھی پڑتی ہے، پروفیسر صاحب نے یہ بے باکانہ ریمارک کر کے اپنی دانائی کا ثبوت نہیں دیا، کاش وہ ایسے الفاظ لکھنے سے قبل یہ سوچ لیتے، کہ اِن سے حضرت اورنگ زیبؒ سے عقیدت رکھنے والے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونگے، اور اسی قسم کے الفاظ قوموں میں باہمی تنافر کا موجب ہُوا کرتے ہیں۔

مَیں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا، کہ یہ کہنا کہ صوبیدار سرہند نے نَو اور سات سال کے بچوں کو شادی، جاگیر، عہدہ اور خلعت کا لالچ دیکر مسلمان بنانے کی کوشش کی، بالکل خلافِ قیاس ہے، کیونکہ اتنی چھوٹی عمر کے بچوں کو ان چیزوں کا احساس ہی نہیں ہو سکتا، اور نہ مذہبِ اسلام میں جبر روا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں، کہ "کیا مسلمان بادشاہ ہر ایک کام اسلام کے ترازو میں تول کر کرتے تھے، ہندوستان کے مشہور شہروں کے مندروں کے کھنڈرات جس وحشت اور غارت گری کا نمونہ پیش کر رہے ہیں، یا شراب کا استعمال کیا اسلام میں جائز ہے؟"

یہ درست ہے، کہ سارے مسلمان کہلانے والے بادشاہوں کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ ان کے اعمال اسلام کے مطابق تھے، مگر حضرت اورنگ زیبؒ کے متعلق ہم علیٰ وجہ البصیرۃ یہ یقین رکھتے ہیں، کہ وہ نہایت باخدا بزرگ تھے، اور ان کی طرف یہ ظلم منسوب کرنا کہ ان کے حکم سے صوبہ دار سرہند نے گورو صاحب کے بچوں کو دیوار میں چنا یا، قطعاً غلط ہے۔

اور چونکہ اس واقعہ کو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے، یعنی یہ کہا جاتا ہے، کہ یہ ظالمانہ فعل معصوم بچوں کو مذہب اسلام میں داخل کرنے کے لئے رگویا اسلام کی خاطر، کیا گیا، اس لئے اگر یہ ثابت ہو جائے، کہ اسلام میں زبردستی اور جبر سے کسی کو مسلمان بنانے کی اجازت ہی نہیں، تو یہ فرضی افسانہ خود بخود انصاف پسندوں کی نگاہ میں مشکوک ہو جائے گا، پس اسلام میں جبر کی اجازت نہ ہونے کے مسئلہ کا اس فرضی واقعہ سے براہ راست تعلق ہے، اور اسی وجہ سے اس کا ذکر کیا گیا تھا۔

کسی مسلمان بادشاہ نے اگر شراب پی، یا اور بُرے کام کئے، تو وہ کام اس نے یہ کہکر نہیں کئے، کہ میں یہ فعل اسلام کی خاطر کرتا ہوں، لیکن یہاں تو معصوم بچوں کے قتل کو اسلام کی خاطر بتایا جاتا ہے، پروفیسر صاحب نے مسلمان بادشاہوں کے شراب پینے کی جو مثال دی ہے، وہ یہاں چسپاں نہیں ہوتی۔

رہا شاہانِ اسلام کا مندروں کو گرانا، سو اس کے متعلق پروفیسر صاحب کو جاننا چاہیئے، کہ مندروں کو کسی مذہبی تعصّب کی وجہ سے نہیں گرایا گیا، بلکہ چونکہ مندر باغیوں کے مرکز تھے، جہاں جمع ہو کر حکومت کے خلاف بغاوت کے مشورے کئے جاتے تھے، اس لئے ایسے مندروں کو مسمار کیا گیا، اور کسی مہذّب حکومت کے نزدیک یہ ظلم نہیں قرار دیا جا سکتا، ہمارے اس زمانہ میں بھی جو تہذیب و آئین کا زمانہ کہلاتا ہے، بغاوت کے مرکزوں کو تباہ کرنا خلاف آئین یا ظلم نہیں سمجھا جاتا۔

متھرا کے اطراف میں بغاوت ہوئی، اور شاہی فوجدار مارا گیا، تو بنارس کا بُت خانہ کانشی ناتھ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متھرا کا وہ بُت خانہ جو ابوالفضل کی لُوٹ سے نرسنگھ دیو نے بنایا تھا مسمار کیا گیا، ہمارا یہ دعوےٰ ہے، کہ مسلمان بادشاہوں کو مندروں سے کچھ دشمنی نہ تھی، بلکہ دشمنی بغاوت کے اڈوں سے تھی، اور جب باغیوں نے یہ دیکھا کہ مسلمان اسلامی تعلیم کے مطابق مذہبی عبادت گاہوں کا احترام کرتے ہیں، تو انہوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے مندروں کو بغاوت کا مرکز بنانا شروع کر دیا، چاروناچار مسلمان بادشاہوں کو یہ مرکز مسمار کرنے پڑے، پس مندروں کے گرانے کا اصل باعث وہ باغی تھے، جنہوں نے مقدس عبادتگاہوں کو بغاوت ایسی ناپاک اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہا، مسلمان بادشاہوں کو کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا۔

اگر مسلمانوں کو مندروں سے دشمنی ہوتی، یا ان کی نگاہ میں مذہبی عبادت گاہوں کا احترام نہ ہوتا، تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا، کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے عہد میں کوئی بھی مندر نہ رہتا، مگر واقعہ یہ ہے، کہ مسلمانوں نے غیر مذاہب کی عبادتگاہوں کی پوری حفاظت کی، اور سکھوں کے گوردواروں سے تو امتیازانہ سلوک کیا، اور منصف مزاج سکھوں کو اس کا اعتراف ہے، چنانچہ سنت دیال سنگھ صاحب اپنی کتاب "بابا نانک دا نرمل پنتھ" کے صفحہ ۹۰ میں لکھتے ہیں، کہ "اس نازک وقت میں بھی جبکہ سکھوں کو اپنے کئے کا بدلہ مل رہا تھا، سکھ گوردواروں کو محفوظ رکھا گیا۔"

حضرت عالمگیر اورنگ زیبؒ ۲۵ برس دکن میں رہے، وہاں ہزاروں بُت خانے تھے کسی کو نقصان نہ پہونچایا، عالمگیرؒ کی مذہبی رواداری اور نیکی کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، جسے مسٹر آرنلڈ بی۔اے نے اپنی تصنیف "پریچنگ آف اسلام" صفحہ ۲۸۰ میں بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

"اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ میں جو ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے، مذہبی آزادی کا وہ جامع و مانع اصول مندرج ہے، جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا سے برتنا ضروری ہے جس واقعہ کے متعلق یہ اصول بیان ہوا ہے، وہ یہ ہے، کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی، کہ پارسی ملازموں کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے، اس وجہ سے برخاست کر دیا جائے، کہ وہ آتش پرست ہیں، اور ان کی جگہ تجربہ کار مسلمان لگائے جائیں، کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔ یعنی اے مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دلی دوست نہ بناؤ،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نوحؑ کے واقعہ کی تاریخی حیثیت

(درس القرآن فرمودہ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ	یہ انذاری بیان غیب کی (اہم) خبروں میں سے ہے جنہیں
اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ	ہم تجھ پر وحی (کے ذریعہ سے نازل) کرتے ہیں۔ نہ تو ان
وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ	کو اس سے پہلے جانتا تھا اور نہ تیری قوم (جانتی تھی)۔
فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○	پس تو صبر سے کام لے (اچھا) انجام یقیناً تقوی اختیار
(ہود - ۴)	کرنیوالوں کا (ہی ہوتا) ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے، کہ قرآن کریم قصے بیان نہیں کرتا، کیونکہ یہاں فرماتا ہے، کہ یہ غیب کی خبریں ہیں، یعنے آئندہ ہونے والے واقعات ہیں، بے شک ظاہری طور پر تو حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے، مگر مطلب یہ ہے کہ نوحؑ کے مشابہ واقعہ تیرے ساتھ بھی گذریگا، اسی وجہ سے آیت کے آخر میں فرمایا، کہ تو بھی صبر سے کام لے، انجام متقیوں کا ہی نیک ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح نوحؑ کی قوم تباہ ہوئی، تیری قوم کا ایک حصہ بھی تباہ ہوگا، اور خدا تعالے تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے ایک نئی نسل چلائیگا، جو ہر نئے زمانہ میں نیکی اور تقوٰے کے جھنڈے کے علمبردار رہیں گے۔

تعجب ہے کہ اس قسم کی آیات کی موجودگی میں بھی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں، کہ قرآن کریم پچھلی اقوام کے قصص بیان کرتا ہے، قرآن کریم تو جو تاریخی واقعہ بھی بیان کرتا ہے، وہ صرف یہ خبر دینے کیلئے کرتا ہے، کہ آئندہ مسلمانوں سے بھی ایسا ہی ہونے والا ہے، چنانچہ ایک بھی تاریخی واقعہ قرآن کریم میں ایسا بیان نہیں ہوا، جس کے مشابہ واقعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ کی امت کے ساتھ نہ گذرا ہو، یا جو آئندہ نہ گذرنے والا ہو۔

اوپر کی آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا جو واقعہ بیان ہوا ہے، اس کے متعلق مسلمانوں اور عیسائیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمگیر نے اس عرضی پر یہ حکم لکھا، کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار میں دخل نہیں ہے، اور نہ ان معاملات میں تعصب کو جگہ مل سکتی ہے، اور اس کی تائید میں یہ آیت پیش کی۔ لکم دینکم ولی دین۔ یعنی تمہارے لئے تمہارا دین ہے، اور میرے لئے میرا دین۔ بادشاہ نے مزید لکھا، کہ جو آیت عرضی لکھنے والے نے درج کی ہے، اگر یہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا، تو ہم کو چاہیئے تھا، کہ اس ملک میں سب راجاؤں اور ان کی رعیت کو تباہ کر دیتے، مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے، بادشاہی نوکریاں سب رعایا کو لیاقت اور قابلیت کے مطابق ملیں گی، اور اس میں اور کسی امر کا لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔"

پروفیسر صاحب شاہانِ اسلام پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں، کہ انہوں نے ہندوؤں کے مندر گرائے مگر اپنے گھر کی انہیں خبر ہی نہیں، کہ خود سکھ گوروؤں اور چیلوں پر غیر مذاہب والوں کی مذہبی عبادتگاہوں پر دست درازیاں کرنے میں کیسے کیسے شدید الزام عائد ہوتے ہیں، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، کہ گورو ہر گوبند صاحب کے بھیرو نامی سکھ نے ایک دیوی کو توڑا، اور ہندوؤں کی شکایت پر گورو صاحب نے اس سے باز پرس تک نہ کی، بلکہ خوشنودی کا اظہار فرمایا[۱]، اسی طرح سکھوں کی نہایت مستند تاریخ سورج پرکاش کے صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے، کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے کپال موچن پر جو ہندوؤں کا تیرتھ ہے، اپنے مسندوں کو انعام دینے کے لئے ہندو یاتریوں کی پگڑیاں اتروائیں، اور گورو گوبند سنگھ صاحب تو حضرت اورنگ زیب کو اپنے خط میں یہاں تک لکھتے ہیں، کہ پہاڑی راجاؤں سے میں اس لئے لڑائی کرتا ہوں، کہ ؎

آں بُت پرستند و من بُت شکن

وہ بُت پرست ہیں، اور میں بُت شکن ہوں۔

یہیں پر بس نہیں، بلکہ دسویں گورو صاحب اپنے چھکے چھندوں میں یہ بھی فرماتے ہیں، ؎

مڑھی گور دیول مسیتاں گرا ینگ تو ہی ایک اکال ہری ہر جپا ینگ

مِٹے وید شاستر اٹھارہ پُوراناں مِٹے بانگ صلوٰۃ سُنت قُراناں

یعنی مرگھٹ اور قبریں، مندر اور مسجدیں گرائیں، اور ایک خدا کا نام جپائیں، مٹ جائیں وید اور شاستر اور اٹھارہ پوران، اور مٹ جائے اذان اور سُنت و قرآن۔

[۱] دبستانِ مذاہب صفحہ ۲۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورو صاحب کے ان ارشادات سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے، کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی کتابوں عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کے متعلق ان کی خواہشات کیا تھیں، اور اگر یہ کہا جائے، کہ ہندوستان میں مندروں اور مسجدوں کے کھنڈرات مسلمانوں کی "وحشت اور غارتگری" کا نتیجہ نہیں، بلکہ سکھ سورماؤں کی بہادری کے کرشمے ہیں، جنہوں نے بزعمِ خود گورو گوبند سنگھ صاحب کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انہیں مسمار کیا، تو یہ خلاف واقعہ یا بیجا نہ ہوگا، چنانچہ بھائی گورداس فرماتے ہیں ؎

ایویں اُٹھے سنگھ بھبکار کر سب جگ ڈر پاناں

مڑی گور دیول مسیت ڈھائے کئے میدانان (وار ۱۲۱)

یعنی سکھ سورمے یوں گرج کر اُٹھے، کہ سارا جگ ڈر گیا، اور انہوں نے مرگھٹ اور قبریں، مندر اور مسجدیں گرا کر میدان صاف کر دیئے۔

اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا، کہ اکالیوں نے کول سرامرتسر پر ہندوؤں کے مندر گرا کر صاف کر دیئے جس کا اقرار خود سکھوں کو بھی ہے، (دیکھو "سکھ سوراج" مصنفہ بھائی سوہن سنگھ کپور حصہ دوم ص ۲۲و۲۳)

پروفیسر گنگا سنگھ صاحب حضرت عالمگیرؒ اور دیگر شاہانِ اسلام پر کس منہ سے مندر گرانے کا الزام لگاتے ہیں، ذرا وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں، . . . . . تو انہیں معلوم ہو، کہ غیر مذاہب کے لوگوں کی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات اور مذہبی کتابوں کی بے حرمتی و تخریب کا اصل باعث کون ہے؟

مسلمانوں پر یہ الزام بعض مخالفین کی طرف سے بے شک لگایا جاتا ہے، کہ انہوں نے ہندوؤں کے مندر وغیرہ گرائے، مگر کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا، کہ اسلام نے ایسا کرنے کی تعلیم دی ہے، پس اگر کسی مسلمان نے دوسرے مذاہب کے مقدس مقامات کو خراب کیا، تو یہ اس کا ایک انفرادی فعل سمجھا جائیگا، مگر پروفیسر صاحب کے پاس اس امر کا کیا جواب ہے، کہ سکھ کتب میں سکھ گوروؤں کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے، کہ وہ دوسرے مذاہب کے مقدس مقامات اور ان کی مذہبی کتابوں کو تباہ کر دینے کی خواہش رکھتے تھے۔

میں نے اپنے مضمون میں ایک یہ سوال بھی اٹھایا تھا، کہ اگر جیسا کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کے قتل کے واقعہ میں بیان کیا جاتا ہے) حضرت اورنگ زیبؒ اور صوبہ دار سرہند مذہب اسلام زبردستی منوایا کرتے تھے، یا وہ زبردستی منوانا جائز سمجھتے تھے، تو دیوان سچانند اور گنگو برہمن کو جو عاقل و بالغ تھے کیوں مسلمان بننے پر مجبور نہ کیا گیا، بلکہ ملازمت سے بھی برطرف کرنے کی دھمکی نہ دی گئی، آخر اس کی کیا وجہ ہے، کہ گورو صاحب کے بچوں کے معاملہ ہی میں زبردستی روا رکھی گئی،

اس کے جواب میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں، کہ ظالم حکومتیں اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے کئی ایک ضمیر فروش غلاموں کو ہاتھ میں رکھتی ہیں، جو ان کی ہر جائز و ناجائز مدد اور تعریف کرتے ہیں، سچانند ضمیر فروش غلام تھا۔

پروفیسر صاحب نے دیوان سچانند کو ضمیر فروش غلام بتا کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کی ہے مگر گنگو برہمن کا نام تک نہیں لیا، کیا وہ بھی ضمیر فروش غلام تھا؟ اس نے تو گورو صاحب کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کی تھی،

اور یہ عجیب استدلال ہے، کہ چونکہ سچانند ضمیر فروش غلام تھا، اس لئے اسے مسلمان نہ بنایا گیا، اگر سچانند واقعی ایسا ہوتا، تو چاہیئے تھا، کہ وہ صوبیدار اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اسلام قبول کر کے اپنے خوشامدی ہونے کا ثبوت دیتا، مگر وہ صوبیدار کے دربار میں رہ کر ہندو رہا، جو اس بات کا ثبوت ہے، کہ نہ سچانند خوشامدی تھا، اور نہ صوبیدار اور بادشاہ کسی ہندو کو مسلمان بننے پر مجبور کرتے تھے۔

دیوان سچانند کے علاوہ اور بھی بہت سے ہندو معزز سرکاری عہدوں پر فائز تھے، مثلاً راجہ بھیم سنگھ پنجہزاری، اندر سنگھ، بہادر سنگھ، راجہ مان سنگھ، اچلاجی، راجو جی، مانکوجی، راؤ انوپ سنگھ، اودے سنگھ، باسدیو سنگھ اور بشن سنگھ وغیرہ ان کو نہ تو اسلام قبول کرنے پر ہی مجبور کیا گیا، اور نہ قتل یا دیوار میں چنائے جانے کی دھمکی دی گئی، بلکہ بڑے بڑے عہدے دیئے، اگر یہ سب ضمیر فروش تھے، تو جبر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی، وہ خود بخود اسلام قبول کر لیتے، پس اس امر میں کوئی بھی شبہ نہیں رہ جاتا، کہ حضرت عالمگیرؒ کسی کو مذہب اسلام میں جبراً داخل کرنے کو جائز نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھتے تھے، اور گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کے قتل کی بنا ہی یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہیں زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش کی گئی تھی، پس جب بنیاد ہی غلط ہے، تو واقعہ خود بخود غلط ثابت ہو گیا۔

میں نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا تھا، کہ ایسے قصّے محض سکھ مسلم کشیدگی پیدا کرنے، اور مسلمان بادشاہوں سے نفرت دلانے کے لئے غرض مند لوگوں نے گھڑے ہیں، پروفیسر صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز قصّے کیوں گھڑے گئے، جبکہ ہمارے ملک میں ہندو، جینی اور عیسائی بھی آباد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے، کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی، مگر مسلمان چونکہ حاکم تھے، اس لئے ان کے خلاف لوگوں کو ابھارنے کی ضرورت تھی، اور اس غرض سے ان کے خلاف اشتعال انگیز قصے گھڑے گئے، جن کا نتیجہ یہ ہوا، کہ سکھوں کے دلوں میں مسلمانوں سے شدید نفرت پیدا ہو گئی، اور سکھوں نے گورو گوبند سنگھ کے بچوں کے قتل کے بہانے سے ہزاروں مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا، سرہند، داملا، کنج پور، سڈھورہ کو تباہ کیا، صرف سامانہ میں دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا، لدھیانہ سے کرنال تک مسلمانوں کے گاؤں تباہ و برباد کئے، اور دہلی و لاہور کو ویران کیا، (شمشیر خالصہ صفحہ ۱۵)

مسلمانوں کے بزرگوں کے مقبروں سے ہڈیاں نکال کر جلا دیں، ہزاروں مسجدیں مسمار کیں، ہزاروں غریب بچوں اور عورتوں کو بے حرمتی کر کے قتل کیا۔ (سوانح عمری گورو گوبند سنگھ مصنفہ سردار مکھن سنگھ) کہاں تک بیان کیا جائے، سکھ تاریخ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہے، اور مظلوم ہونے کے مدعیوں نے یہ سب کچھ گورو صاحب کے بچوں کے دیوار میں چنائے جانے کے بہانے سے کیا، یہی اس قصہ کو گھڑنے کا مقصد تھا، جس میں گھڑنے والوں کو کامیابی ہوئی۔

اور عجیب بات یہ ہے، کہ خود غرض لوگوں نے ان تمام مظالم کو گورو گوبند سنگھ صاحب کی خوشنودی کا موجب قرار دیا ہے، چنانچہ گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے، کہ بندہ بیراگی کو گورو صاحب نے حکم دیا، کہ سرہند کے صوبیدار سے بچوں کا انتقام لو۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۹۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر گیانی گیان سنگھ لکھتا ہے، کہ سمت ۱۷۶۴ بکرمی میں بندہ بیراگی نے سرہند پر حملہ کیا، اور کیا بچے اور کیا جوان سب کو قتل کیا، صوبیدار کو زندہ آگ میں جلایا، مسجدوں اور معبدوں کو مسمار کیا، اور عورتوں کی بے حرمتی کی، (شمشیر خالصہ صفحہ ۱۵) گیانی گیان سنگھ ہی کا بیان ہے، کہ جب اس انتقامی واقعہ کی اطلاع گورو صاحب کو دی گئی، تو آپ نے چراغاں کر کے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۹۶) حالانکہ بھائی سیوا سنگھ ایڈیٹر اخبار "خالصہ سماچار" لکھتے ہیں، کہ بھائی کرم سنگھ، گنڈا سنگھ، سردار بہادر کاہن سنگھ، محمد لطیف، بوٹے شاہ، گوکل چند نارنگ، مسٹر کننگھم اور محمد قاسم وغیرہ سب مؤرخین اس بات پر متفق ہیں، کہ بندہ بیراگی نے سمت ۱۷۶۷ بکرمی میں سرہند فتح کیا (دیکھو گورو پدوں نے صفحہ ۱۱۹) اب قابل غور امر یہ ہے، کہ جب بندہ بیراگی نے سرہند پر سمت ۱۷۶۷ بکرمی میں حملہ کر کے اسے فتح کیا، اور گورو صاحب کی وفات سمت ۱۷۶۵ بکرمی میں ہوئی، تو اس ظالمانہ فعل کی اطلاع ان کو کیسے ہوئی؟ اور گیانی گیان سنگھ کا یہ لکھنا کہ سرہند پر بندہ بیراگی نے سمت ۱۷۶۴ بکرمی میں حملہ کیا، تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ اس کے اپنے دماغ کی اختراع ہے، اسی طرح یہ بات بھی بالکل غلط ہے، کہ سرہند کی تباہی کی خبر سے گورو صاحب بہت خوش ہوئے، کیونکہ وہ سرہند پر بندہ بیراگی کے حملے سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے، اصل بات یہ ہے، کہ ایسی بے اصل روایات لکھکر سکھوں کو مسلمانوں سے لڑائی اور ملک میں بدامنی پیدا کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے، ورنہ ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں، نہ گورو صاحب کے بچے صوبیدار سرہند نے دیوار میں چنائے اور نہ گورو صاحب بندہ بیراگی کی خلاف انسانیت حرکات سے خوش ہوئے، کاش سکھ بھائی اب بھی ہوش میں آئیں، اور ان جھوٹی روایات اور قصوں کو بھول جائیں، جو خودغرض لوگوں نے محض انہیں مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے کے لئے گھڑے ہوئے ہیں؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرزمینِ عرب میں مسیحی عورتوں کے کارنامے

(از جوزیفائن۔ ای۔ وان۔ پیورسم)

ذیل میں ہم جوزیفائن۔ای۔ وان۔ پیورسم کے اس مضمون کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں، جو مشہور انگریزی سہ ماہی رسالہ "ورلڈ ڈومینین" کی اشاعت ماہ جولائی ۱۹۳۹ء میں چھپا ہے، اس سے قبل ہم سر آرنلڈ ولسن کے ایک مضمون کا ترجمہ "ریویو" بابت ماہ فروری ۱۹۳۹ء میں شائع کر چکے ہیں، ان مضامین کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ مختلف عیسائی مشن کس طرح تندہی سے عربستان میں مسیحیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں، اور اس مقصد کے لئے نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی پوری مستعدی سے کام کر رہی ہیں، کیا مسلمان ان واقعات وحالات سے کچھ سبق حاصل کرینگے؟ (ایڈیٹر)

جزیرہ نمائے عرب کا رقبہ قریباً دس لاکھ مربع میل ہے، اس کی آبادی تخمیناً ستر لاکھ ہے اس کے باشندوں کو مندرجہ ذیل تین مشن عیسائی بنا رہے ہیں، (۱) امریکہ کے "ریفارمڈ چرچ" کا عربی مشن۔ (۲) "چرچ آف سکاٹ لینڈ" کا جنوبی عرب کا مشن، (۳) اور "چرچ آف ڈنمارک" کا عربی مشن۔

ان میں سے پہلا مشن خلیج فارس میں کام کر رہا ہے، اور باقی دو عدن کے علاقہ میں۔ ان تینوں مشنوں کے مبلغین کی تعداد بحیثیتِ مجموعی ۷۳ ہے، عدن میں ایک سکول ہے، نیز انجیل کے وعظ کا انتظام ہے، جو سوڈان اور مصر میں انگلیکن بشپ کے علاقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

طبّی انتظام سب پر فوقیت رکھتا ہے، جیسے نو ڈاکٹر اور چھ دایہ آٹھ بڑے اور آٹھ چھوٹے ہسپتالوں میں سرانجام دیتے ہیں، بڑے ہسپتالوں میں دو سو پینتالیس بستر ہیں، جن پر دورانِ سال میں دو ہزار چار سو اکسٹھ مریضوں کا علاج ہوتا ہے، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوٹے ہسپتالوں میں دولاکھ پینتیس ہزار دوسواڑتیس مریضوں کا۔ صرف امریکہ کے "ریفارمڈ چرچ" کے عربی مشن ہی کے سات ڈاکٹر، چھ بڑے اور چھ چھوٹے ہسپتال ہیں، اس طبی کام نے عربستان کے وسیع علاقوں میں مشن کے دوروں کو ممکن بنادیا ہے، اور کئی مشہور لوگوں نے عیسائیت کو قبول کرلیا ہے۔

طبی کام کے علاوہ یہ تینوں مشن وعظ کا انتظام بھی کرتے ہیں، نیز پرائمری سکول اور لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے لئے بائیبل کی تعلیم کی کلاسیں بھی کھولی ہوئی ہیں اور باوجود ان مشکلات کے جن کا اس "گہوارۂ اسلام" میں امکان ہے، گھر گھر جاکر ملاقاتیں بھی کی جاتی ہیں، مفصلہ ذیل مضمون جمعرات کی کلاس کا پورا پورا نقشہ پیش کرتا ہے:- وہ کلاس جو عرب اور حبشی عورتوں کے لئے بحرین (خلیج فارس) میں امریکہ کے "ریفارمڈ چرچ" کے عربی مشن کے کارکن ریورنڈ جی۔ ڈی۔ وان پیورسم کی بیوی نے کھولی ہوئی ہے، اور یہ اس کام کا نمونہ ہے، جو ان تینوں مشنوں کے پانچ مقامات پر ہو رہا ہے:-

بحرین میں ایک واعظۂ انجیل ہر جمعرات کو اپنی تمام عرب سہیلیوں کے ساتھ بے تکلفانہ اختلاط رکھتی ہے، بیس سال سے یہ طریق چلا آرہا ہے، ہمارے نزدیک اس دن کو دلچسپ اور (دوسروں کی) مدد و ترقی کا ذریعہ بنانے کے لئے یہی پوری کوشش کی جاسکتی ہے۔ قبل از دوپہر حبشی عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اور یہ تعداد بیس سے ساٹھ تک ہوتی ہے، وہ آتی اور جاتی ہیں، بعض اپنا سینا پرونا بھی لے آتی ہیں، اور بعض دوسری بازار کو جاتے یا آتے ہوئے مع اپنے تجارتی ٹوکروں کے آجاتی ہیں، جب زیادہ سے زیادہ اکٹھی ہوجاتی ہیں، تو بائیبل کی ایک کہانی پڑھکر سنائی جاتی ہے، پھر عموماً ان میں سے ایک کو کہا جاتا ہے، کہ وہ اپنے الفاظ میں اس کہانی کو دوہرائے بعد ازاں اس سبق کے متعلق باہمی گفتگو کے طور پر بحث ہوتی ہے، یہ گفتگو اکثر اوقات اپنے اصل موضوع سے ضرور دور چلی جاتی ہے، کیونکہ مختلف عورتیں اپنے تجربے اور مشکلات بیان کرنے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش کرتی، اور اس سبق کی کہانی کے ساتھ ان کی تطبیق کرتی ہیں۔

سہ پہر کو ایک خاص گروہ ایک مقررہ وقت پر باقاعدہ آتا ہے، یہ ہماری نئی عیسائی بہنیں ہیں، جن میں سے دو آرمینیا کی ہیں، اور باقی عرب عورتیں ہیں، یہ باقاعدہ حاضری میں کافی دلچسپی لیتی ہیں، اس ٹولی کی درخواست پر سوسائٹی کی بہبودی کے کام میں کمی کر کے ایک بائیبل کلاس کھولی گئی تھی، جس میں باقاعدہ سبق پڑھائے جاتے ہیں، پرانے عہد نامہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے، اور بحث کے دوران میں نئے عہد نامہ کے ساتھ اس کا ربط ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، فی البدیہہ دعا اور گیت گانے سے نو عیسائیوں کو اظہارِ خیال کی جرأت اور اپنے نجات دہندہ کے لئے گواہ بننے کا موقعہ مل جاتا ہے، اس ٹولی کی اکثر ممبرات پڑھ سکتی ہیں، یہ دیکھکر بہت خوشی ہوتی ہے، کہ ایک کمرہ عرب عورتوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، جن کے ہاتھوں میں گیتوں کی کتابیں ہوتی ہیں، اور وہ بائیبل کے گانے یا پڑھنے کو ساتھ ساتھ سمجھ رہی ہوتی ہیں، ان میں سے بعض عام اختلاط وارتباط کے گھنٹہ میں بھی، جو اس کے بعد ہوتا ہے، ان گیتوں کو پڑھتی رہتی ہیں، دو مسلمان عورتیں کتابیں اور ٹریکٹ عاریتاً اپنے گھر لے جاتی ہیں، اور پھر آئندہ ہفتہ واپس کر دیتی ہیں، بہت ہی کم لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے، اسی طرح جو لٹریچر فروخت کیا جاتا ہے، وہ بھی نہایت قلیل ہے۔

عربوں کے گھروں میں جا کر ملاقاتیں کی جاتی ہیں، اور یہ ملاقاتیں بغیر اس خوف کے کہ بحرین کی مہمان نواز عورتیں کبھی خوش آمدید کہنے سے تنگ جائیں گی، سینکڑوں گُن زیادہ کی جا سکتی ہیں، ملاقاتوں کی اوسط تعداد گذشتہ سال نو فی ہفتہ رہی ہے۔ ان میں سے بعض ملاقاتیں تمام دن کی تھیں، جو کسی کے گھر پر یا اکثر اوقات باغات میں کی جاتی تھیں، ان تمام دن کی ملاقاتوں میں ہمیں بہت سی عورتوں اور بچوں سے ملاقات کا موقعہ مل جاتا ہے، کیونکہ جن گھروں میں ہم جاتی ہیں، وہاں بالعموم مہمان، سہیلیاں یا رشتہ دار عورتیں موجود ہوتی ہیں، اُمّ سارہ ہماری وفادار خادمۂ بائیبل، اور امینہ نصیف، جو ہمارے لڑکوں کے سابق سکول کے استاد کی بیوی ہے، بہت ملاقاتیں کرتی ہیں، ان کی بہت سی سہیلیاں ہیں، اور دونوں کا امداد اور تعلیم بائیبل کے رنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بہت اثر ہے۔ اب بہت ہی کم گھرانے ایسے ہیں، جہاں ہم کو خاص طور پر بُلا کر بائیبل کی کوئی عبارت یا کہانی پڑھکر سنانے کی ترغیب نہیں دی جاتی۔

تا حال بہبودئ زچہ وبچہ کی تعلیمی کلاس نہیں کھولی گئی، کیونکہ اس کا مناسب انتظام ہماری مالی طاقت سے بالا ہے، تاہم ہسپتال سے بڈوائفری یا دیگر امراض کے کیس لیکر اس کی دیکھ بھال کر کے بچوں کی حفاظت کے ابتدائی اصول کی تعلیم بار بار دی جاتی ہے، جو عورتیں پڑھ سکتی ہیں، ان کو بہبودئ بچگان کا لٹریچر دیا جاتا ہے، موسم گرما میں کھلے میدان میں میجک لینٹرن کے ذریعہ کئی لیکچر بہبودئ زچہ وبچہ، ملیریا اور مرضِ سل پر دیئے جاتے ہیں، جن کی سلائڈز ہندوستانی انجمن صلیب احمر کے مرکز سے حاصل کی جاتی ہیں، اس سلسلہ میں اگر فلمیں مہیا ہو جائیں، تو وہ بہت کار آمد ثابت ہو سکتی ہیں، کیونکہ روشنی اور سائے کو سطح پر ظاہر کرنے والے آلات ہم عاریتاً لے سکتے ہیں، وہ سبق جو آنکھ کے ذریعہ سکھایا جائے، بہت زیادہ سہل الفہم ہوتا ہے، اور اس کا نقش بھی دیر پا ہوتا ہے،

چھتیس دَورے جزیرہ محرک کے گئے ہیں، جن میں ہم خاص محرک کے علاوہ کلالی، حد، ہیل اور بَسیتین بھی گئے، اس جزیرہ میں، بعض اوقات ڈاکٹر سٹارم اور ڈاکٹر ڈان پیورسم کی معیت میں، مگر اکثر اوقات اکیلے ہی ہم نے آٹھ مختلف گاؤں دیکھے، ان دیہاتی سفروں میں سادہ دوائیں دی گئیں، بعض مریضوں کے دانت نکالے گئے، اور عورتوں کو ٹیکے لگائے گئے، بہت سے مریضوں کو ہسپتالوں میں داخلہ کے لئے سفارشی چٹھیاں دی گئیں، اور بعض اوقات نادار مریضوں کی ہسپتال تک پہونچنے کے لئے کرایہ سے بھی مدد کی گئی، ان دیہات میں جانے سے ایک نہایت ہی خوشکن تجربہ یہ ہوا، کہ بہت دفعہ عورتوں کے ہجوم میں بعض ایسی بھی ہوتی ہیں، جو یہ کہتی ہیں، کہ "ہم دوائی لینے کے لئے نہیں آئیں، بلکہ ہم تمہارا انتظار صرف اس لئے کر رہی ہیں، کہ ہمیں اپنی کتاب سے ایک کہانی پڑھکر سناؤ" اور چونکہ ہمارا بڑا مقصد ان کو اس عجیب صداقت کی تعلیم دینا ہے، جو بائیبل میں ہے، اس لئے جب اس کی درخواست یا خواہش کا اظہار انکی جانب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ہوتا ہے، توہمیں دوہری خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اتوار کو صبح کی دعا کے معًا بعد بچوں اور عورتوں کے لئے دو اتوار کے سکول کی کلاسیں قائم کی جاتی ہیں، ابتدائی مراحل میں سب حاضر ہوتے ہیں، بائیبل کی ایک کہانی پڑھکر سنائی جاتی ہے، اور اس کی سادہ تشریح بھی کی جاتی ہے، تب ننھے بچوں کو جانے دیا جاتا ہے، اور ہم سب مل کر باقاعدہ سبق پر مفصل بحث کرتی ہیں، گذشتہ سال (بشمول موسم گرما) ہمارے دس شاگردوں کی حاضریاں سو فیصدی رہیں، ان کے نذرانوں کی رقم کے خرچ کا فیصلہ کلاس کرتی ہے، کبھی اس سے ایک طالبہ کے اندھے باپ کو مکان کا کرایہ دیدیا جاتا ہے، کبھی کسی غریب متعلّمہ کو کپڑے خرید دیئے جاتے ہیں، اور کبھی سابق طالبات کو کرسمس کے موقعہ پر تحفے تحائف بھیجدیئے جاتے ہیں، باقاعدہ طالبات کی تعداد ۱۹ ہے، سات بیقاعدہ ہیں، اور ان کے نام رجسٹر میں بطور مہمان درج ہیں۔

ہسپتال کے مریضوں میں اُمّ سارہ عربی میں، اور اُمّ مریم فارسی میں بائیبل پر لیکچر دیتی ہیں، ہسپتال کے اندرونی بیماروں میں سے ہر ایک کو ہفتہ میں کئی مرتبہ ایک واعظہ انجیل ملتی ہے، اب آہستہ آہستہ قبولیت سمجھ اور عقل وخرد کی بنیاد پر زیادہ ہونے لگی ہے، نیز ہمارے پیغام کی قدردانی بھی بڑھتی جارہی ہے،

فی الحال ایک چھوٹے سے یتیم خانہ میں ہمارے پاس آٹھ بچے رہتے ہیں، دو چھوٹے بچے گذشتہ سال مر گئے، ایک اور سخت بیمار ہو گیا تھا، مگر خوش قسمتی سے وہ اچھا ہو گیا، گو ابھی وہ بہت مضبوط نہیں ہے، ہم اپنا سب سے تندرست اور نوعمر بچہ ایک عرب عورت کو مُتبنّٰی بنانے کے لئے دیدیں گی، ہمیں ڈر ہے، کہ وہ دائرۂ عیسائیت سے نکل جائے گا، اور اس کا ضیاع تکلیف دہ ہے، لیکن جگہ اور انتظام کی کمی کیوجہ سے تعداد محدود ہی رکھنی پڑتی ہے، طبعًا یہ بہتر ہے، کہ زیادہ مضبوط بچے کسی کو دیدیئے جائیں۔ ہمارے دو یتیم بچے باہر بھیجدیئے گئے ہیں، ایک مسمی عبود یروشلم میں اندھوں کے سکول میں، اور دوسرا برنیز طفانی یاسق کے چرچ مشنری سوسائٹی کے سکول میں ہے، ان ننھے بچوں کے لئے زیادہ صحت افزا اور بہتر مکانات نیز اچھے انتظام وسامان کی ضرورت ہے، مقامی یورپینوں اور امریکنوں نے اس کام میں دلچسپی ظاہر کی ہے اور اس بڑے کنبہ کی دیکھ بھال کے لئے مالی امداد بھی دی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah
اور یہودیوں میں بہت کچھ اختلاف ہے، چونکہ کسی ایک آیت کے نیچے اس واقعہ کا ذکر نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے مَیں سب آیات کے آخر میں اس کے متعلق اپنی تحقیق اور دوسرے لوگوں کے خیالات بیان کرتا ہوں۔

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت نوح علیہ السّلام لمک کے بیٹے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے نویں پشت میں تھے (حضرت آدم کو شمار کر کے دسویں) جب وہ پانچ سو برس کے ہوئے، تو ان کے ہاں سم حام اور یافث پیدا ہوئے۔ (پیدائش باب ۵ ۲۸ تا ۳۲) اہلِ دنیا کی شرارت کو دیکھکر اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا، مگر چونکہ نوحؑ نیک تھا، خدا نے اسے پسند کیا، اور اُسے ایک کشتی بنانے کا حکم دیا، اور ارشاد کیا، کہ علاوہ بیوی بچوں کے کشتی میں طوفان کے وقت حلال جانوروں میں سے سات سات جانور اور دوسرے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا ہر اک قسم کا چڑھا لے، (پیدائش باب ۶) طوفان کے آنے پر دُنیا کے تمام جانور اور انسان ہلاک ہو گئے، مگر نوحؑ اور ان کے اہل وعیال کشتی کے ذریعہ سے بچ گئے، اور ان کے اور ان کے ساتھ کے جانوروں کے ذریعے سے پھر دنیا آباد ہوئی، اور طوفان کے بعد کشتی اراراٹ پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہر گئی۔ (باب ۷، ۸) اس کے بعد نوحؑ اور اس کی اولاد سے دنیا پھر بسنے لگی، اور نوحؑ کھیتی باڑی کرتے لگا، اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا، ایک دن اس کی شراب پی کر نشہ میں مست ہو گیا، اس کے بیٹے حام نے سب سے پہلے اسے ننگا دیکھا، اور باقی بھائیوں کو بتایا، انہوں نے اُلٹے پاؤں آکر بغیر دیکھے اس پر کپڑا ڈالدیا، نوحؑ جب ہوش میں آئے، تو انہوں نے حام کو بد دعا دی، اور اس کی اولاد کی نسبت جس نے کنعان کہلانا تھا، اور ملک کنعان کو آباد کرنا تھا، سام کی غلامی کی پیشگوئی کی، اور اسی طرح یہ خبر بھی دی، کہ حام کی اولاد یافث کی اولاد کی بھی غلام ہو گی۔

بائیبل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ طوفان کے بعد نوحؑ کی اولاد عراق موجودہ میں آباد ہوئی، کیونکہ لکھا ہے، کہ حام کے پوتے نے بابل وغیرہ پر حکومت کی، یہودیوں کی احادیث اور روایات

Digitized by Khilafat Library Rabwah
فی الحال بپتسمہ لینے کے لئے کوئی درخواست نہیں آتی، لیکن گذشتہ سال کے دوران میں آٹھ عورتیں مختلف اوقات میں سبق حاصل کرنے آتی رہی ہیں، ان کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے، کہ وہ یسوع مسیح کی تعلیم سے دلچسپی رکھتی ہیں، لیکن ابھی تک وہ اس کی بڑی محبت کو محسوس نہیں کرتیں، اور نہ نجات کی ضرورت کا انہیں احساس ہے، انہیں صرف یہ معلوم ہے، کہ وہ غیر مطمئن ہیں، اور یہ کہ اندرونی طور پر انہیں یہ یقین ہے، کہ یسوع کا راستہ بہتر راستہ ہے، اور انہیں یسوع کے الفاظ سُننے اور اس کے پیرووُں سے میل جول رکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے،

ہم اپنی تمام کوششوں کے لئے آپ سے درخواستِ دعا کرتی ہیں، ہماری امیدیں ان نئی عیسائی عورتوں کی چھوٹی سی ٹولی کی شہادت پر مبنی ہیں، جن سے ہماری بہت سی توقعات وابستہ ہیں، چند الفاظ ان کے زندگیوں کے پس منظر کو ظاہر کرینگے۔

مکیّہ کو بپتسمہ لئے ہوئے پچیس سال کا عرصہ گزرتا ہے، اس عرصہ میں اس پر بعض خطرناک ارتداد کے اوقات بھی آئے ہیں، اور ہم محسوس کرتی ہیں، کہ وہ خلوص دل سے اپنے منجّی پر یقین رکھتی، اور اس سے محبت کرتی ہے، اور جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے، وہ اس سے قریب تر ہو کر اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔

امّ مریم کا اصطباغ چند سال ہوئے ہُوا تھا، وہ یتیم خانہ کی منتظمہ ہے، جن سے اُسے ملاقات کا موقعہ ملتا ہے، ان سب پر وہ مسیح کے ساتھ اپنی محبت اور خوشی کا عکس ڈالتی رہتی ہے۔

مریم مؤخر الذکر کی لڑکی ہے، یہ سکول میں پڑھتی ہے، اور ترقی کرکے ایک قابل عیسائی عورت بن رہی ہے۔

الزبتھ مریم کی چچیری بہن ہے، یہ بھی سکول میں پڑھتی ہے، اور بہت عمدہ ترقی کر رہی ہے، گذشتہ سال سے وُہ مسز سٹارم کی امداد کرتی رہی ہے، اور اس کی رہنمائی میں اس نے خاص ترقی کی، اور بہت کچھ سیکھ لیا ہے، بدقسمتی سے وہ لنگڑی ہے۔

مُروہ ایک بدوی عورت ہے، جو چار سال سے ایک وفادار عیسائی بیوی اور دو بچوں کی ماں ہے، اس کے غیر عیسائی ہمسایوں کی نسبت سے اس کا گھر صاف ستھرا ہے، وہ ذہین ہے، اور بہت اچھی طرح پڑھ سکتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسے اور زیادہ پڑھنے کا شوق ہے۔

اسی قسم کی بعض عورتیں ہیں جنکی گواہی کے ذریعہ ہم بہت بڑی بڑی چیزوں کی امید رکھتی ہیں، ان تمام کوششوں میں تبلیغ کے بہت مواقع ہیں، لیکن اغلباً سب سے زیادہ قیمتی مواقع وہ ہیں، جو ذاتی دوستی سے پیدا ہوتے ہیں، بعض عورتیں اپنی ذاتی تکالیف اور مشکلات لیکر اس امید پر آتی ہیں، کہ انکو کوئی مشورہ یا کسی قسم کی مدد دیجائیگی، ان بے تکلف مشوروں میں بعض تکالیف اس قدر پیچیدہ اور حیران کن ہوتی ہیں، کہ انکے متعلق ہم سوائے انہیں سن لینے کے اور کچھ نہیں کر سکتیں، پھر خوش قسمتی سے کبھی ہمیں انکا حل مل جاتا ہے، تو ہم امداد کے طور پر ہدایات دیدیتی ہیں، بعض حالات میں گورنمنٹ کی مدد کی بھی ضرورت پڑتی ہے، چنانچہ ایک روز شام کو ایک عورت، جو پہلے صرف ایک مرتبہ ملی تھی، ہراسان و پریشان ہمارے پاس آئی، اور کہا، "خاتون! میں بڑی تکلیف میں ہوں، میرے بھائیوں نے مجھے قتل کرنیکا ارادہ کیا ہے، وہ یہ بہانہ کرکے کہ مجھے قطار شہر لے جائینگے کشتی میں بٹھا کر لیجانا چاہتے ہیں، اور جب وہ سمندر میں چلے جائینگے، تو میری گردن سے ایک پتھر باندھکر مجھے سمندر میں پھینک دینگے، مہربانی کرکے آپ مجھے اپنے پاس چھپالیں، اور اپنی گورنمنٹ سے یہ درخواست کریں، کہ وہ میری حفاظت کرے" اس پریشان بالوں والی عورت کی کانپتی ہوئی آواز جبکہ وہ زار وقطار رو رو کر اپنی پُر درد اپیل کر رہی تھی، اسکے انتہائی خطرہ کو ظاہر کر رہی تھی، گورنمنٹ کے مشیر کو فوراً خط لکھا گیا، جس نے اس عورت سے ملاقات کی، اور حالات کی تحقیق سے معلوم ہوا، کہ وہ فی الواقعہ درست کہتی تھی، اس کے مشورہ کی بناء پر اسے وفادار بڑھیا مدینا کے ساتھ پناہ دیگئی، اور ایک ماہ کے عرصہ میں معاملہ رفع دفع ہو گیا، اس زیر تجویز قتل کی وجہ جائیداد تھی،...... اگر وہ اسے سمندر میں مارنے میں کامیاب ہو جاتے، تو چند ہفتوں کے بعد قطار شہر سے واپس آکر کہدیتے، کہ وہ بخار سے مرگئی ہے اب وہ شادی شدہ ہے ...... اور اگرچہ اسکا گھر ایک چھوٹے جزیرہ میں یہاں سے بہت دور ہے، پھر بھی وہ ایک وفادار سہیلی کیطرح باقاعدہ آتی ہے، ہمیں امید ہے، کہ یسوع مسیح پر جو اس کی نظریں پڑی تھیں، وہ اُسے یقین دلادیگی، کہ اس نے صرف اس کی زندگی ہی نہیں بچائی، بلکہ وہ اسکی روح کو بھی بچا سکتا ہے۔

یہ اور دوسری عورتیں ہمارے پاس کیوں آتی ہیں؟ صرف اسلئے کہ مسز زویمر آنجہانی جیسی مشنری عورتوں

موم تے یہاں انجیل کی تبلیغ کی ہوئی ہے ــــ وہ مشنری عورتیں جنہوں نے مسیح کیلئے زندگی بسر کی، اور جو انکی زندگی، موت، دوبارہ جی اٹھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاملہ کنواریاں

حال ہی میں ڈاکٹر ٹمی نے ایک طبّی اجتماع کے موقعہ پر خود زائی (یعنی مادہ کے نر سے ملے بغیر بچے جننے) کے امکان کی طرف توجہ دلائی ہے، ایسا بیان بادی النظر میں مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے، لیکن خالص حیاتیاتی نقطۂ نگاہ سے خاص حالات میں اس کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، نیچر میں خود بخود حمل ہو جانے کی مثالیں ملتی ہیں، اور نسلِ انسانی میں اب تک ایسے واقعہ کا نہ سُننا اس کے نہ ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر ٹمی بیان کرتے ہیں، کہ کبھی کبھی عورتوں کے پیڑو یعنی زیرین حصہ میں ایک خاص قسم کے ورم (Tumors) ملتے ہیں، جنہیں ارہینو بلیسٹوما (Arrhenoblastoma) کہتے ہیں یہ ورم (Tumors) نر خلایائے منویہ (Sperm-cells) کی پیدائش کی اہلیت رکھتے ہیں، قدرتاً اگر یہ خلایائے منویہ زندہ و عامل ہوں، اور عورت کے اپنے بیضہ میں داخل ہو جاویں، تو حمل واقع ہو سکتا ہے، اس استدلال میں کوئی غیر معقول بات نہیں، اور گو تا حال کوئی ایسا واقعہ ریکارڈ پر نہ آیا ہو، تاہم اس کا امکان ضرور ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

ڈاکٹر ٹمی کہتے ہیں، کہ یورپ میں بیس مستند واقعات بیان کئے گئے ہیں، جن میں ارہینو بلیسٹوما نے خلایائے منویہ کو نشو و نما دی ہے، فورٹ سمتھ آرک (امریکہ) میں ایک سال قبل ایسا واقعہ ہوُا، اس ورم میں مردہ خلایائے منویہ (dead Sperm cells) تھے، اور اس امر کے باور کرنے کے لئے کہ وہ زندہ بھی رہ سکتے تھے، قوی ترین وجوہات ہیں۔

ارہینو بلیسٹوما (Arrhenoblastoma) ایک ورم (Tumors) ہے جس کے اندر خلایائے جنین (Blastodermic cells) ہوتے ہیں، بلاسٹوڈرم غیر پیدا شدہ بچہ میں جنین کی جھلیوں میں سے ایک جھلّی کا نام ہے، جس سے بچّہ کے اعضاء نشو و نما پاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان ورموں (Tumours) کی، جن کے اندر یہ خلایا ہوتے ہیں، پُراسرار ساخت ہوتی ہے، اور یہ غیر معمولی بلکہ غیر طبعی اثرات پیدا کرتے ہیں، ملفوف ورموں (Cystic tumours) میں جنینی (یعنی بچے کی ابتدائی زندگی کے) خلایا ہوتے ہیں، اور ان میں جسمِ انسانی کے مختلف اعضاء اور بعض اوقات نامکمل جنین دیکھے گئے ہیں، یہ خلایا تخلیقی ساخت رکھتے ہیں، اس لئے ان میں ہمیشہ نشوونما کی اہلیت ہوتی ہے جیسا کہ ایک بیج سالہا سال پڑا رہنے کے بعد اُگ پڑتا ہے۔

سائنٹفک نقطۂ نگاہ سے یہ ناممکن معلوم نہیں ہوتا، کہ ارہینوبلیسٹوما جن میں یہ جنینی خلایا ہوتے ہیں، ایسی نسیجِ خصیتین (Testicular Tissues) پیدا کردیں، جو خلایائے منویہ کی پیدائش کے قابل ہو۔

ڈاکٹر ڈٹمی کا مضمون عجیب وغریب امکانات پیش کرتا، اور بعض دوسری صورتیں جو ظہور میں آسکتی ہیں ذہن میں لاتا ہے، اگر ارہینوبلیسٹوما کے ذریعہ مرد کے زندہ خلایائے منویہ عورت کے جسم میں پیدا ہوجائیں، تو اس کی خود باروری کے امکان کا (خواہ وہ کنواری ہی ہو) انکار نہیں کیا جاسکتا، گویا اس عورت کے جسم میں وہی اثرات نمودار ہوجائیں گے، جو عام طریق کے مطابق یا طبیب کی مدد سے مرد کے خلایائے منویہ داخل کرنے پر ظاہر ہوتے ہیں۔

اس طرح ہم کو اس سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کہ کیا ذو زوجیتہ (Hermaphrodite) یعنی ایسے انسان کو جس میں نر و مادہ کی خاصیتیں موجود ہوں، حمل ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا ابھی تک نفی میں جواب دیا جاتا رہا ہے، اطباء نے اس کے مثبت پہلو پر دلائل دینے کی جرأت نہیں کی، گو اسکے امکانِ وقوع سے وہ متاثر ہوئے ہوں، عام قاعدہ ہے، کہ اطباء اپنے تخیّل اور عمل میں ازحد قدامت پسند ہوتے ہیں، یہ عادت بے شک قابلِ ستائش ہے، خواہ طبّی ترقی کی رفتار سست ہوجائے۔

اگر مادہ جسم کی حالتِ مرض میں مرد کے خلایائے منویہ کی موجودگی حمل کا باعث ہوسکتی ہے، تو حقیقی ذو زوجیتہ میں حمل کے قرار پانے کا امکان نسبتاً بہت ہی زیادہ ہے، اپنے نظریہ کو بالوضاحت پیش کرنے کیلئے ذو زوجیتہ کے متعلق کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرمن محقق اعظم نیوگیبار (Neugebauer) جس کی اس موضوع پر تحقیقات بے مثال ہے، دوزوجیتے کی تعریف یہ کرتا ہے، کہ ایسی مخلوق جو خود حاملہ ہونے یا دوسری کو حاملہ بنانے ـــ یا خود اپنے آپ کو حاملہ بنانے کے قابل ہو،

حیوانات کے ادنیٰ طبقہ میں دوزوجیتے کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں، گھونگا (Gastropoda) ایک درخشاں مثال ہے، معلوم ہوتا ہے، قدرت نے پہلے دونوں جنسوں (ذکورت اور انثیت) کو ایک ہی وجود میں رکھا، اور تمام حیوانات (نر اور مادہ) میں حسب ضرورت نر و مادہ بننے کی اہلیت تھی، لیکن پھر ماں بننے کی ذمہ واریوں سے بچنے کی خواہش کے باعث رفتہ رفتہ تفریق پیدا ہوتی گئی، اور بعض نر بن گئے اور بعض مادہ۔ ادنےٰ طبقات حیوانات میں دو زوجیت اب بھی پائی جاتی ہے، لیکن اعلےٰ درجہ میں استثناء کا حکم رکھتی ہے، اور انسانوں میں یہ قطعی طور پر غیر معمولی پن اور ابتدائی حالت کی طرف پھر جانے کے مترادف ہے۔ اصل میں گو دونوں صورتوں میں قوائے جنسی عامل ہوتے ہیں، لیکن ایک ہی فرد کا ماں اور باپ ہونا ریکارڈ پر نہیں ہے، تاہم انسانی دوزوجیت کے کئی واقعات ریکارڈ پر ہیں، اور نیوگیبار (Neugebauer) اچھی خاصی تعداد ایسے افراد کی بتاتا ہے جن میں اسکی بیان کردہ دوزوجیتے کی خاصیتیں موجود تھیں، انمیں نر و مادہ ہر دو قسم کے اعضائے تناسل کامل طور پر نشوونما پائے ہوئے تھے، اور بغیر کسی پریشانی کے کوئی سی جنس اختیار کی جا سکتی تھی، ان صورتوں میں کلیٹورس (Clitoris) جو مرد کے عضو مخصوص کے مقابلہ میں عورت کا عضو تھا، پورا نشوونما یافتہ اور خیزش کے قابل تھا، اور اسکے پیڑو میں خصیتین کی موجودگی کی شہادت بھی ملتی تھی، شہوانی تحریک پر منی کا انزال ہوتا تھا جسمیں زندہ کرم (Spermatozoa) موجود ہوتے تھے۔

یہ ثابت شدہ امر، ناقابل تردید حقیقت ہے، کہ سالم پردۂ بکارت والی عورتوں میں جبکہ فرج میں دخول مکمل طور پر نہیں ہوا تھا، حمل واقع ہو گیا، ایسے واقعات وقتاً فوقتاً طبی لٹریچر میں محفوظ کئے گئے ہیں، گو تسلیم کرنا پڑیگا، کہ یہ صورت قرارِ حمل کے سخت ناموافق ہے، بایں ہمہ یہ حقیقت ہے کہ ایسے واقعات ہوئے ہیں، اور ایسے واقعات جبتک کہ حقیقی جنسی تعلقات پر سخت تہذیب کے اخلاقی قوانین کی روک رہے گی، ہوتے رہیں گے۔ ۴۴

۴۴ اسی طرح کوئی شخص دوزوجیے کو جس کی منی کے خوردبینی معائنہ پر زندہ کرم پائے جائیں، حمل ٹھیرانیکا انکار نہیں کر سکتا، بشرطیکہ اسکے مادہ تولیدی اعضاء درست حالت میں ہوں گو اس قسم کا کوئی واقعہ ریکارڈ میں نہیں، تاہم ہمیں کامل وثوق ہے کہ جلد یا بدیر ضرور کوئی قابلِ اعتبار واقعہ سامنے آجائیگا۔ (امریکن میڈیکل جرنل) مترجم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۵۴۶۲:۔ میں محمد رفیق ولد پیر بخش قوم قصاب پیشہ درزی عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۳۳ء ساکن چاچڑ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودہا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ راگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں، صرف ایک عدد سلائی کی مشین ہے۔ جوکہ اسوقت اندازاً ۴۰ روپے کی ہے۔ نیز میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ بصورت نجی ملازمت ۲۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اور ماہ بماہ بھیجتا رہونگا۔ میرے مرنے کیوقت جسقدر میرا متروکہ ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مذکورہ بالا مشین کی قیمت ۴۰ روپے کا ۱/۸ مبلغ ۵ روپے پانچ روپے نقد ماہ اگست کے حصہ آمد کیساتھ داخل خزانہ کردونگا۔ فقط

العبد:۔ محمد رفیق بقلم خود محرر وصیۃ حال ساکن کاشغر شرقی ترکستان۔ گواہ شد:۔ حکیم محمد عبد اللطیف احمدی مہاجر قادیان دارالامان بقلم خود۔ ۲۶ ستمبر ۳۹ء۔ گواہ شد:۔ محمد عبد اللہ بوتالوی ریٹائرڈ ہیڈ منشی محکمہ نہر بقلم خود

نمبر ۵۴۶۷:۔ میں عبدالرحمن مبشر ولد احمد خان قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر تقریباً تیس برس تاریخ بیعت اواخر ۱۹۳۰ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ مطابق پندرہ اکتوبر ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد اسوقت متنازعہ فیہ ہے۔ جو زمین کی صورت میں ضلع ڈیرہ غازیخاں میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد ۲۶ سوا چھبیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ عبدالرحمن مبشر مدرس مدرسہ احمدیہ گواہ شد: محمد طفیل خان مدرس مدرسہ احمدیہ گواہ شد صاحبزادہ ابوالحسن قدسی۔

نمبر ۵۴۶۸:۔ میں سلطان محمد ولد علی محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر تقریباً انیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ضلع گورداسپور، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری اسوقت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں۔ اس وقت میری پندرہ روپے صرف ماہوار آمدنی ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ العبد: سلطان محمد ولد چوہدری علی محمد صاحب قادیان دارالامان دفتر سپرنٹنڈنٹ ایم۔ این سنڈیکیٹ قادیان۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد شریف ٹھیکیدار بھٹہ قادیان بقلم خود گواہ شد:۔ عنائت اللہ ولد چوہدری محمد عبد اللہ صاحب قادیان دارالامان۔

نمبر ۵۴۳۱:۔ میں عبدالمالک میاں ولد میاں عبدالغنی صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوجلہ نزد گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہوں :- میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ۔ اسوقت میری ماہوار آمدنی مبلغ دو سو (۲۰۰) شلنگ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا ۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر جائیداد ثابت ہو ۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ فقط ۔ العبد :- عبدالمالک میاں موصی مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۹ء ۔ گواہ شد خاکسار (چوہدری) محمد شریف احمدی پوسٹ بکس نمبر ۵۵۶ نیروبی یکم جولائی ۱۹۳۹ء ۔ گواہ شد :- نصراللہ خاں ملک احمدی پوسٹ بکس ۵۵۴ نیروبی یکم جولائی ۱۹۳۹ء ۔ گواہ شد : محمد اکرام خاں غوری سیکرٹری وصایا پوسٹ بکس ۶۲۲ نیروبی ۔

نمبر ۵۴۲۱ :- میں جمال الدین ولد چوہدری محمد بخش قوم ملاح پیشہ زمینداری عمر ۳۹ سال تاریخ بیعت ماہ فروری ۱۹۳۴ء ساکن چک 22/G.D ڈاکخانہ اوکاڑہ ۔ ضلع منٹگمری ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ (۱) میری اسوقت ملکیتی جائیداد کوئی نہیں ۔ کیونکہ اسوقت ساڑھے بیس ایکڑ اراضی بطور عطیہ واقع رقبہ چک 22/G.D تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری گورنمنٹ سے ملی ہوئی ہے جو ہم چار بھائیوں میں بحصہ مساوی مشترک ہے ۔ اسکے حقوق ملکیتی ہمیں حاصل نہیں ، اور چالیس گھماؤں اراضی جدّی ملکیت واقعہ رقبہ موضع ملاحانوالہ تحصیل قصور ضلع لاہور جس کے ۱/۴ حصہ کا میں مالک ہوں ۔ دریا برد ہو چکی ہے ۔ جو برآمد ہونے پر ہماری ملکیت ہو سکتی ہے ۔ (۲) لیکن میرا گذارہ کاشتکاری پر ہے ۔ جسے مجھے اندازاً بحالت موجودہ مبلغ ایک سو پچاس (۱۵۰) روپے سالانہ آمد ہے ۔ اِس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ فصل ربیعہ اور خریف پر باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا ۔ (۳) اور میری وفات پر جسقدر جائیداد ثابت ہوگی ۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۴) یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ تحریر کردی ہے تا سند رہے ۔ فقط ۔ العبد :- جمال الدین ولد چوہدری محمد بخش صاحب ساکن چک 22/G.D ڈاکخانہ اوکاڑہ بقلم خود گواہ شد :- مولوی فتح محمد ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۴۰ موصی ۴۷۹ بقلم خود ۔ گواہ شد :- چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال قادیان بقلم خود 4.7/38

نمبر ۵۴۲۲ :- میں ابو نذر محمد بہاؤ الحق ولد مولوی لطف الرحمٰن مرحوم پیشہ ملازم عمر ۲۵/۲۶ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۲ء ساکن ۲۹ اے اسمٰعیل بازار کلکتہ ڈاکخانہ انٹالی ۔ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 26/8/39 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے ۔ (۱) زمین قریبًا چار گنٹھہ واقع گوپال نگر روڈ علی پور کلکتہ مالیتی ساڑھے تین ہزار روپیہ ۔ (۲) ایک مکان واقعہ ۲۹ اے اسمٰعیل سٹریٹ ڈاکخانہ انٹالی کلکتہ (۳) ایک مکان واقعہ ۲۹ / بی اسمٰعیل سٹریٹ ۔ ڈاکخانہ انٹالی کلکتہ ۔ ان ہر دو مکانات کی قیمت قریبًا بائیس ہزار (۲۲۰۰۰) روپیہ ہوگی ۔ جائیداد نمبر اوّل بلا شرکت غیرے واحد مالک ہوں مگر مذکورہ بالا ہر دو مکانات میں میری دو ہمشیرگان نیز مکرمہ والدہ محترمہ میری شریک ہیں ۔ لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں ہے ۔ بلکہ ماہوار آمدنی مبلغ اڑھائی صد (۲۵۰) روپے پر گذر اوقات ہوتی ہے ۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ ہر ماہ اپنی ماہوار آمد کا دسواں (۱/۱۰) حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا ۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میرے مرنے پر میری جسقدر جائیداد ثابت ہو ۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے بھی دسویں (۱/۱۰) حصہ کی مالک ہوگی ۔ اگر میں اپنی زندگی میں اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّت کا کوئی حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کروں۔ تو میری وصیّت کی کل رقم کی وصولی کے وقت اداشدہ رقم منہا کر دی جائیگی۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ تو میں اپنی زندگی میں اپنی وصیّت کی ساری رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کردوں۔ تو میرے مرنے پر میری ساری وصیت اداشدہ سمجھی جائیگی۔ العبد:۔ ابو نذر محمد بہاؤ الحق ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ انکم ٹیکس آفیسر 29A اسماعیل سٹریٹ کلکتہ۔ گواہ شد:۔ محمد سلیم خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کلکتہ۔ گواہ شد:۔ ابوالہاشم چوہدری ساکن تالور ضلع سراج شاہی۔

نمبر ۴۷۵۰:۔ میں فیض محمد ولد غلام نبی قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن شاہ آباد۔ ڈاکخانہ شاہ آباد ضلع کرنال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اسوقت مبلغ اکیس ۲۱ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تادم زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں (۱/۱۰) حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد:۔ فیض محمد ولد غلام نبی بقلم خود نرسنگ آرڈرلی سول ہسپتال کوئٹہ بلوچستان 7 2/39۔ گواہ شد:۔ قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ 7/2/39۔ گواہ شد:۔ مختار احمد ایاز سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ 7 2/39۔ گواہ شد بشیر احمد ایم۔ اے دفتر اے۔ جی۔ آئی کوئٹہ 7/2/39

نمبر ۵۱۱۹:۔ میں غلام قادر ولد محمد الدین قوم ڈھڈی پیشہ سقہ عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 27 5/39 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں صرف پندرہ ۱۵ روپے تنخواہ ماہوار لیتا ہوں۔ اور اب میں نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ جو ماہواری آمد ملیگا۔ اسکا دسواں (۱/۱۰) حصہ وصیّت میں ادا کرتا رہونگا۔ اور میری مرنے پر جو میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور صدر انجمن احمدیہ قادیان میری جائیداد کے ۱/۱۰ کی مالک متصور ہوگی۔ اور میرے ورثاء کو کوئی حق نہ ہوگا۔ کہ اس کی ادائیگی میں روک ڈالیں۔ العبد:۔ خاکسار غلام قادر بقلم خود باورچی دارالصناعت قادیان 27 5/39۔ گواہ شد:۔ سردار عبدالرحمٰن مہر سنگھ قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ (ریحان) بوتالوی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ دارالصناعت قادیان 27 5/39

نمبر ۵۴۶۱:۔ میں فیروز بخت خان ولد منشی احمد الدین خان صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن کنری سندھ ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ ستمبر ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیّت کرتا ہوں:۔ (۱) میری اسوقت منقولہ اور غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میری وفات کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو میں وصیّت کرتا ہوں کہ میری اس جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ (۲) اسوقت میرا گذارہ ملازمت کی آمدنی پر ہے۔ جو اسوقت مبلغ -/۲۵ روپے ماہوار ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی آمد کا ۱/۸ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اور آئندہ میری جو کچھ آمد ہوگی۔ خواہ موجودہ آمد سے بڑھے یا کم ہو۔ اسکے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد:۔ فیروز بخت خان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مرزا صالح علی منیجر منصورہ فارم کنری سندھ

گواہ شد ۱:۔ عبدالحی منصوری منیجر سندھ جنگل فارم کنری سندھ 6 9/39

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دماغ اور پٹھوں کی بہترین دوا۔ یاقوت۔ مرجان مروارید۔ یشب۔ کہربا۔ جدوار۔ زعفران۔ مشک۔ عنبر وغیرہ سے مرکب

مفرح یاقوتی

(قیمت فی ڈبیہ جس میں پانچ تولہ مفرح یاقوتی ہے پانچ روپے ۵ؔ)

ضعف۔ سستی۔ ناطاقتی ہر قسم ضعف دماغ و اعضائے رئیسہ۔ مردوں کی امراض مانع اولاد۔ کثرت پیشاب۔ سرعت رقت۔ پراگندہ خیالی۔ وہم۔ وسواس۔ ضعف دل خفقان غشی۔ ہول دل نسیان۔ کند ذہنی۔ تکان۔ کاہلی۔ کمزوری۔ کمی خون۔ چانڈو۔ افیون۔ شراب کی عادت۔ ضعف اعصاب مستورات کی چھپی بیماریاں۔ کمزوری رحم۔ اختناق الرحم۔ سیلان۔ اسقاط حمل کی عادت درد کمر۔ بچوں کا چھوٹی عمر میں ضائع ہو جانا۔ عصبی دردسر وغیرہ وغیرہ امراض کو دور کرتی، اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

ایک دفعہ ضرور آزماؤ۔ دھوکہ مت کھاؤ۔ اور اس کی بجائے دوسری چیز مت خریدو۔

حکیم محمد حسین موجد مفرح یاقوتی مالک کارخانہ ہمدم عیسیٰ لاہور بیرون دہلی دروازہ سے طلب کرو

رُوحِ شباب میں میاں بیوی کی حقیقی الفت اور محبت کا راز مضمر ہے

رُوحِ شباب (رجسٹرڈ)

چشمۂ زندگی کی مایۂ ناز دوا

گو چند ہی روز استعمال کرنے کے بعد ہر انسان اپنے معدہ میں تقویت، دل میں فرحت، دماغ میں ایک خاص قسم کے سرور کی لذت کو محسوس کرتا ہے۔ اعصابی کمزوری اگر بیس سال کی بھی ہو تو ایک دو ہی ہفتہ میں کامل طور پر صحت ہو جاتی ہے۔ حقیقتاً یہی ایک اکسیر ہے جس سے بڑی عمر کے مایوس العلاج انسان اور عالم شباب میں جوانی کو برباد کرنے والے نوجوان حقیقی راحت اور دائمی صحت حاصل کر سکتے ہیں۔ شیشی کلاں عـ۲ خورد عـ۱ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ: مینیجر یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کتب میں بائیبل سے کسی قدر اختلاف ہے، اس جگہ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، لیکن اس قدر بتا دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا، کہ مدرش اغاوہ میں لکھا ہے، کہ نوحؑ کا نام اس کے ہل ایجاد کرنے کے سبب سے نوح رکھا گیا تھا، چونکہ بائیبل میں لکھا ہے، کہ ان کے والد نے ان کا نام نوح رکھا، اس لئے اس اختلاف کو کتاب سفر ہاشیر میں یُوں مٹایا گیا ہے، کہ ان کے والد نے ان کا نام مناحیم رکھا تھا، جس کے معنے تسلّی دینے والے کے ہیں، طوفان کے بعد ان کا نام نوح ہُوا۔

نوحؑ کی نیکی کے متعلق بھی اختلاف ہے، بعض انہیں نیک، بعض معمولی نیک، اور بعض بدکار بھی کہتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ وہ محض اپنی نسل میں سے پیدا ہونے والے نیک لوگوں کی خاطر بچایا گیا۔

طالمود۔ جو یہودیوں کی کتب احادیث کا مجموعہ ہے، اس میں لکھا ہے، کہ نوحؑ شریعت والے نبی تھے، اور انہوں نے طوفان کے اٹھائیس سال بعد شریعت مرتب کرنی شروع کی، جس میں کچھ تو طبعیات کے مسائل تھے، اور کچھ موسےٰ کی شریعت سے ملتے جلتے مسائل تھے، رافائیل فرشتہ نے انہیں علمِ طب سکھایا تھا، اور بوٹیوں کے خواص سکھائے تھے، اس نے ایک کتاب لکھی، جو بعد میں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی، اور یونانیوں اور ہندوستانیوں نے اس کتاب سے علم طب حاصل کیا، (یہودی علماء کو بھول گیا ہے، کہ ان کے نزدیک سوائے نوحؑ کے اور کسی انسان کی نسل دُنیا میں باقی نہ رہی تھی، سب دنیا میں نوحؑ کی ہی اولاد تھی، پھر انہیں کسی ترجمہ سے فائدہ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ تو اپنے دادا کے علوم کو اس کی اپنی زبان میں سمجھتے تھے، مگر سچ ہے دروغگو را حافظہ نہ باشد۔)

یہ ایک عجیب بات ہے، کہ نوحؑ کے واقعہ سے ملتے جلتے واقعات پر مبنی روایات دُنیا کے قریباً ہر براعظم میں ملتی ہیں (دیکھو انسائیکلو پیڈیا ببلیکا) یونان کی قدیم روایات میں بھی ایک ایسے انسان اور اس کے وقت میں طوفان کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ یورپ بھی اس قسم کے کسی تاریخی واقعہ سے واقف تھا، شمالی امریکہ کے قدیم باشندوں میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حتٰے کہ بعض جگہ ناموں کی مشارکت بھی ہے، بابل کی قدیم روایات میں طوفان کے ہیرو کا نام ہیس اندرا دیا ہے، اور لکھا ہے، کہ وہ دسواں بادشاہ تھا، بائیبل بھی آدمؑ کی نسل سے نوحؑ کو دسواں قرار دیتی ہے، شمالی امریکہ کی روایتوں میں اس شخص کا نام کنیان بتایا ہے، جس کے معنے عقلمند کے ہیں، اور یہ نام معنوں کے لحاظ سے ہیس اندرا کے نام سے جو بابل کی روائتوں میں آتا ہے ملتا ہے، پالینشیا ایران، کنعان، مصر اور ہندوستان میں بھی اس قسم کی روایات پائی جاتی ہیں، کہ پُرانے زمانے میں ایک سخت طوفان آیا تھا، اور ایک خاص نیک بندے کے ذریعہ سے کچھ لوگ ایک کشتی میں بچے تھے، چنانچہ بابل کی روایات اور ہندوستان کی روایات سے معلوم ہوتا ہے، کہ طوفان کے وقت کی ایک شخص کو قبل از وقت خدا تعالےٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی، بابل کی روایات میں لکھا ہے، کہ خواب کے ذریعہ سے اطلاع ملی، اور ہندوستان کی روایات میں لکھا ہے کہ دیوتاؤں نے اسے بتایا۔

بابل کی روایتوں میں اس پہاڑ کو جہاں نوحؑ کی کشتی ٹھہری تھی، ارمینیا کا پہاڑ قرار دیا ہے، اسلامی مفسروں نے بھی جُوْدِیْ جو اس پہاڑ کا نام قرآن کریم میں آیا ہے اُسے آرمینیا کا پہاڑ قرار دیا ہے، اس طرح قرآن کریم کی روایت اس امر میں بابل کی روایت سے ملتی ہے، اور بابل ہی چونکہ نوحؑ کی اولاد کے رہنے کا مقام تھا، جس پر خود بائیبل بھی گواہ ہے، اس لئے وہاں کی روایت کو ایک حد تک ضرور فوقیت دینی پڑے گی، خصوصاً جبکہ بابل والوں کو نوحؑ کے واقعہ سے کوئی خاص فائدہ اٹھانا مقصود نہیں تھا، برخلاف بائیبل کے کہ اس کی روایتوں میں یہ بات مدنظر ہوتی ہے، کہ سب دُنیا کی تاریخ انہی کے گرد چکر کھاتی رہے۔

ہندوستان میں اس طوفان کا ذکر سب سے پہلے ستھا پتھا برہمنا نامی کتاب میں ہے، اس میں لکھا ہے، کہ منو پہلا انسان تھا، وہ سورج دیوتا وِوسوات کا بیٹا تھا، وہ ایک دفعہ نہا رہا تھا، کہ ایک مچھلی اس کے ہاتھ میں آگئی مچھلی نے اس وعدہ پر نجات حاصل کی، کہ ایک بڑا طوفان آنیوالا ہے، اس وقت مَیں تجھے نجات دوں گی، اور اُسے ایک کشتی تیار کرنے کی ہدایت کی، جب طوفان آیا، تو مچھلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشتی کو پہاڑ پر لے گئی، اور وہاں طوفان کے کم ہونے پر منو اترا، اور اس نے قربانی کی، آخر خدا تعالےٰ نے اسے ایک بیٹی (بغیر ماں کے) عطا کی، اور اس سے (بغیر باپ کے) سب دنیا کی نسل چلی

دوسری روایت مہابھارت میں ہے، اس میں بتایا گیا ہے، کہ منو کے ساتھ سات عقلمند لوگ اور بھی تھے، اور لکھا ہے، کہ وہ مچھلی برہما یعنی خدا تھی، اور اس نے منو کو دیوتا اور انسان بنانے سکھائے تھے۔

تیسری روایت بھگوتا پرانا میں ہے، اس میں جانوروں کے جوڑے ساتھ لینے کا بھی ذکر ہے، روایات کا اس قدر اتفاق ہے کہ بعض جگہ ناموں کا ملنا، جیسے کہ ہندوستان میں اس کا نام منو بتایا اور بائیبل میں نوح، اور طالمود میں مناجیم جو منو سے بہت ملتا ہے، کیونکہ آخری یی اور میم صرف ادب کے لئے عربی زبان میں لگائے جاتے ہیں، پس صرف مناح رہ جاتا ہے، جو منو سے ملتا ہے، اسی طرح بابل کے نام اور امریکہ کی قدیم روایتوں کے ناموں کے معنوں کا ملنا، ہر جگہ ایک کشتی کا ذکر ہونا، اور طوفان سے صرف چند آدمیوں کے بچکر نکلنے کا بیان کیا جانا بتاتا ہے، کہ یہ واقعہ ایک زبردست تاریخی واقعہ ہے، جس پر دنیا کی سب قومیں شاہد ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ اس واقعہ کا سب دنیا پر اثر پڑا تھا، تبھی تو سب دنیا کی تاریخوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔

چونکہ بظاہر سب دنیا پر ایسے طوفان کا آنا محال نظر آتا ہے، اس لئے علوم جدیدہ کے ماہروں نے اس واقعہ کو ایک تشبیہی کہانی قرار دیا ہے، اور یہ معنے کئے ہیں، کہ پرانے زمانہ میں ستاروں کی گردش وغیرہ کا ذکر تمثیلی زبان میں بعض لوگوں نے کیا ہے، اس سے دھوکہ کھا کر یہ قصہ مشہور ہو گیا ہے، مگر یہ سوال پھر بھی باقی رہ جاتا ہے، کہ اس تمثیلی قصہ کو اس قدر اہمیت کیوں حاصل ہو گئی ہے، اور سب دنیا کی قوموں کے دلوں پر اس قدر گہرا اثر کیوں پڑا ہے، اور کیوں دوسرے قصوں کو چھوڑ کر اسے سب دنیا نے یاد رکھا ہے، اور پھر سوال یہ ہے، کہ قصہ تو آخر کسی ایک جگہ کے لوگوں نے بنایا ہوگا، وہ اس طرح سب دنیا میں کس طرح پھیل گیا، اور ہر زبان کی مذہبی تاریخوں میں اسکا ذکر کیونکر ہونے لگا، کونسا عقلمند اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے، کہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک میں بنایا جانے والا قصہ قدیم زمانہ میں جبکہ تعلقات بہت محدود تھے، اس طرح مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں پھیل گیا، اور یکساں حیثیت پا گیا، اور سب مذاہب کا جزو بن گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس تواتر اور اس عظمت کو دیکھکر جو اس قصہ کو حاصل ہے، اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا، کہ یہ واقعہ ضرور ہوا ہے، اور اس کا تعلق بھی سب دُنیا سے ہے، اور ہُوا بھی غیر معمولی طور پر ہے، اور جب ہم اس نتیجہ تک پہونچ جاتے ہیں، تو یہ امر ہمارے لئے سمجھنا بالکل آسان ہوجاتا ہے، کہ وہ واقعہ جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے، ان سب نتائج کے مطابق پُورا اُترتا ہے، اور اس کی کوئی بات قانونِ طبعیات کے خلاف بھی نہیں ماننی پڑتی، کیونکہ قرآن کریم سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے، کہ پرانے زمانہ میں ایک زبردست طوفان آیا تھا جس سے اس ملک کے سب باشندے تباہ ہوگئے تھے، اور یہ کہ اس طوفان کے پیرو نوح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے خاص برکت دی تھی، اور ان کی نیکی کی وجہ سے ان کی نسل کو خاص غلبہ دُنیا میں عطا کیا تھا، باقی اور اقوام بھی اس وقت تھیں، جو اس عذاب میں شامل نہ تھیں، ایک مدّت تک اپنے دن گذار کر وہ اپنے انجام کو پہونچ گئیں، اور یہ بھی ثابت ہے، کہ یہ طوفان اس قدر شدید تھا کہ کشتیوں میں پناہ لینی پڑی، اور آسمان سے بھی بارش ہوئی، اور زمین کے چشمے بھی پھُوٹ پڑے، اور بعض پہاڑوں کی چوٹیوں تک پانی پہونچ گیا۔

یہ واقعات ایسے ہیں، جن کا انکار کرنے کی کسی کو گنجائش نہیں ہوسکتی، قرآن کریم سے ثابت ہے، اور ہر ملک کی روایات سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ملک پہاڑی تھا، اور قرآن کریم سے مزید یہ معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ایک ایسی وادی تھی، جس کے پاس بہت سے پہاڑ تھے، پس یہ بالکل ممکن ہے، کہ اس وادی کا منہ پہاڑوں کے مقابل سلسلوں کی وجہ سے تنگ ہو، جیسا کہ اکثر پہاڑی وادیوں میں ہوتا ہے، زلزلے کے سبب سے پتھروں کے گرنے سے یا برف کی سلوں کے پھسل کر آپڑنے کے سبب سے اس وادی کا منہ بند ہوگیا ہو، اور اُوپر سے تیز بارش کے ہونے اور نیچے سے چشموں کے پھُوٹنے کے سبب سے پانی اس قدر جمع ہوگیا ہو، کہ پہاڑوں کی چوٹیاں بھی پانی کے نیچے آگئی ہوں، جیسا کہ ۱۹۲۶ء میں ہی تبت کی پہاڑیوں میں ایک گلیشیر کے گرنے کی وجہ سے حادثہ ہوچکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ یہ واقعہ بنی نوع انسان کی تہذیب کے ابتدائی دَور میں ہوا ہے، اور حضرت نوحؑ اس دَور کے پہلے فرد ہیں جیسا کہ احادیث میں انہیں پہلا رسُول کہا گیا ہے، اور اسی طرح بائبل سے بھی ثابت ہوتا ہے، پس معلوم ہُوا، کہ دورِ تہذیب کے بانی حضرت نوحؑ ہیں، ہندو روایات بھی اس امر کی تصدیق کرتی ہیں، کیونکہ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے، کہ منو پہلا انسان تھا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے، کہ اس کے ساتھ سات اور آدمی بھی طوفان سے بچے تھے، پس ان دونوں باتوں کو ملا کر یہی ثابت ہوتا ہے، کہ منو تہذیب کے دَور کا پہلا انسان تھا، ورنہ انسان ہونے کے لحاظ سے وہ پہلا نہ تھا، ان تین اہم بیانات کے اتفاق کے بعد جو مختلف ممالک کے مذاہب کا ہے، اس کے ماننے میں کوئی شُبہ کی گنجائش نہیں رہتی، کہ تہذیب اور تمدّن کی بنیاد نوحؑ سے پڑی ہے، اور یہ ایک امرِ واقع ہے، کہ جب کوئی قوم تہذیب اور تمدّن میں ترقی کرنے لگتی ہے، تو اس کی نسل بھی کثرت سے بڑھنے لگ جاتی ہے، اور اس کے ساتھ بسنے والی دوسری اقوام خود بخود کم ہونے لگ جاتی ہیں، چنانچہ جس جس ملک میں بھی کوئی نسبتًا زیادہ مہذّب قوم جا کر بسی ہے، اس نے یا تو دوسری اقوام کو جو اس سے تہذیب میں کم تھیں، مٹا دیا ہے، یا بہت کمزور کر دیا ہے، پس معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت نوحؑ کی اولاد اور ان کے ہمراہیوں کی اولاد جو تہذیب کے دَور کی اوّل کڑی تھی، جن جن ملکوں میں پھیلی ہے، اس نے وہاں کی پہلے سے آباد شدہ نسلوں کو یا تو بالکل مٹا دیا، یا اپنے اندر جذب کر کے یا ان کی طاقت توڑ کر بالکل کمزور کر دیا، اور اپنی روایات اور اپنے آثار کو ساری دنیا میں پھیلا دیا، اس کی وجہ سے وہ طُوفان کا قصہ جس نے یقینًا ان کے دلوں پر ایک گہرا اثر ڈال دیا ہوگا، ان کے ساتھ ساتھ ہی سب دنیا میں پھیلتا گیا۔

پس نہ یہ درست ہے، کہ نوحؑ کا طوفان سب دُنیا پر آیا، اور نہ یہ درست ہے، کہ یہ سب قصص جو مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں، مختلف واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں، واقعہ ایک ہی ہے، اور طوفان بھی ایک ہی ملک میں آیا ہے، لیکن چونکہ نوحؑ دَورِ تہذیب کے انسان اول ہیں، ان کی اور اُنکے ساتھیوں کی اولاد طوفان کے بعد مختلف ممالک میں پھیل گئی، اور اپنی اعلیٰ تہذیب اور بہتر تمدّن کی وجہ سے اصلی باشندوں پر غالب آ کر یا تو وہی باقی رہ گئی، یا پھر ان کو اس نے ایسا مرعوب کر لیا،

۔۔ کہ انہوں نے بھی نوحؑ کی امّت کی تہذیب کو اختیار کر لیا، اور اس طرح دنیا کے ہر ملک میں طوفانِ نوحؑ کا قصہ پہونچ گیا، اور اسطرح ایک لمبا زمانہ گذرنے پر جب باہر سے آنیوالوں کو اپنے اصلی وطن سے کوئی تعلق نہ رہا، تو ہر اک ملک کے شہروں، ناموں اور مقام نے اس قصہ میں جگہ لے لی، اور اسطرح یہ واقعہ مختلف واقعات کا رنگ اختیار کر گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہنشاہِ طب حکیم الامت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی بیاضِ خاص کا تحفہ

مجرّباتِ نورالدّین اعظمؒ

میاں عبدالوہاب صاحب عمرؔ خلف حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا عطیہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ لکھتے ہیں۔ "بھیرہ میں مَیں نے ایک طبیب سے مشورہ کیا، کہ مَیں یہاں طب کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا، تم یہاں کامیاب نہیں ہوسکتے، تم مانگو گے نہیں، یہاں عطار اور جرّاح مخالفت کرینگے۔ علما کی مخالفت اس کے علاوہ ہے، مَیں نے توکل علی اللہ اپنے ایک طالب علم سے کہا، کہ یہ سرمہ بناؤ۔

مَیں نے ایک شخص کی آنکھ دیکھکر یہ سرمہ لگا دیا۔ اس کی دیکھا دیکھی ایک اور شخص نے اور سرمہ ہی طلب کیا، ہمارے شہر میں آنکھوں کی امراض بکثرت تھیں، خدا تعالیٰ ہی کے عجائبات ہیں، کہ اس تدبیر نے بڑی کامیابی کا منہ دکھایا"

یہ سرمہ "نورِ نظر" جملہ امراضِ چشم میں کافی سے زیادہ سراہا جاچکا ہے، ککروں کو زائل کرتا ہے، یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوبِ چشم یا زخم ہوگئے ہوں، اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو، خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے، اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے، کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے اپنے نادر اور قیمتی کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے، قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔

آنکھ کو معدہ سے خاص تعلق ہے، اس لئے معدہ کی صحت سے آنکھیں تندرست رہتی ہیں۔ اسلئے اگر معدہ میں نقص ہو، تو اس سرمہ کے ساتھ اکسیرِ معدہ استعمال کریں، حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے مطب میں یہ دوا سیروں استعمال ہوتی تھی، خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزارہا لوگوں نے اس سے صحت حاصل کی ہے، کھانے کے بعد بے چینی، متلی، قبض یا دست، پیٹ میں نفخ یا درد، منہ کا مزہ کسیلا یا بدمزہ۔ غرض جملہ امراضِ امعاء و معدہ میں نہایت ہی اکسیر دوائی۔ قیمت ۲ سو کیپسٹ ۵ روپے۔ **ملنے کا پتہ:۔**

مینیجر دواخانہ نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ دفتر قاعدہ یسرنا القرآن۔ قادیان۔ پنجاب۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیرِ سروری

یعنی

حضرت مولانا سیّد محمد سرور شاہ صاحب مفسّر جماعتِ احمدیّہ کی وہ تفسیر جو رسالہ ریویو اُردو میں شائع ہوتی رہی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں، یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے، رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کل دو ہزار صفحات ہیں، بعض فوری ضروریات کے پیش نظر اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے، یہ تفسیر نہایت ہی مفید اور عام فہم ہے، آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد ریزرو کرالیں، بعد میں یہ بے بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا:

مینیجر رسالہ ریویو اُردو۔ قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)